لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْن

يٰـاَيُّهَا الَّـذِيْـنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْن مسلمانو! جس طرح ان لوگوں پر جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں روزہ فرض کر دیا گیا تھا اسی طرح تم پر بھی فرض کر دیا گیا ہے تا کہ تم میں پرہیز گاری پیدا ہو۔

رمضان میں روزے رکھنے کا حکم اور اس سلسلے میں دین حق کے بعض اصولی حقائق کی تعلیم نیز ان غلطیوں کا ازالہ جو اس بارے میں عام طور پر پھیلی ہوئی تھیں:

(الف) روزے کے حکم سے یہ مقصود نہیں ہے کہ انسان کا فاقہ کرنا اور اپنے جسم کو تکلیف و مشقت میں ڈالنا کوئی ایسی بات ہے جس میں پاکی و نیکی ہے، بلکہ تمام تر مقصود نفس انسانی کی اصلاح و تہذیب ہے۔ روزہ رکھنے سے تم میں پرہیز گاری کی قوت پیدا ہوگی اور نفسانی خواہشوں کو قابو میں رکھنے کا سبق سیکھ لوگے۔

اَيَّـامًا مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ '' مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ '' طَعَامُ مِسْكِيْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ '' لَّهٗ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ '' لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (یہ روزے کے) چند گنے ہوئے دن (ہیں، کوئی بڑی مدت نہیں) پھر جو کوئی تم میں بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اس کے لیے اجازت ہے کہ دوسرے دنوں میں روزے رکھ کر روزے کے دنوں کی گنتی پوری کر لے۔

اور جو لوگ ایسے ہوں کہ ان کے لیے روزہ رکھنا نا قابل برداشت ہو (جیسے نہایت بوڑھا آدمی کہ نہ تو روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہے اور نہ یہ توقع رکھتا ہے کہ آگے چل کر قضا کر سکے گا) تو اس کے لیے روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دینا ہے۔ پھر اگر کوئی اپنی خوشی سے کچھ زیادہ کرے (یعنی زیادہ مسکینوں کو کھلائے) تو یہ اس کے لیے مزید اجر کا موجب ہوگا، لیکن اگر تم سمجھ بوجھ رکھتے ہو تو سمجھ لو کہ روزہ رکھنا تمہارے لیے (ہر حال میں) بہتر ہے۔

(ترجمان القرآن، مولانا ابوالکلام آزادؒ، ج ۲/ص ۱۳۹۔۱۴۰)

درس حدیث

ماہ رمضان ایمان واحتساب کا مہینہ ہے

محمد اظہر مدنی

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "من صام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه" (البخاری:۳۸ومسلم:۷۶۰)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے ایمان اور حصول ثواب کی نیت کے ساتھ تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

تشریح: رمضان المبارک کا مہینہ بے شمار نعمتوں اور انمول تحائف کے ساتھ ہم پر سایہ فگن ہے۔اس کا ایک ایک پل خیر وبرکت سے بھرا ہوا ہے۔اس کی بے شمار نوازشیں اور اکرام بندوں پر نچھاور ہیں۔درحقیقت رمضان کا مبارک مہینہ امت محمدیہ کے لیے ایک عظیم تحفہ ہے۔یہی وہ مہینہ ہے جس کے اندر ایمان کے وہ مظاہر دیکھنے کو ملتے ہیں جن کا دیگر ایام میں تصور نہیں کیا جاسکتا۔یہ رحمت ومغفرت، ذکرواذکار، صدقہ وخیرات، قیام وصیام، توبہ واستغفار نیز غمخواری وغمگساری کا مہینہ ہے۔ہر انسان کی اس مبارک مہینہ میں یہ چاہت ہوتی ہے کہ وہ پکا سچا مومن بن جائے، رب کا چہیتا اور برگزیدہ بن جائے، صوم وصلاۃ کا پابند ہوجائے اور اپنے اخلاق وعادات واطوار کو درست وچست کرلے۔اس مبارک مہینہ کے روزے کی فرضیت تحویل قبلہ کے بعد سن ۲ ہجری میں ہوئی۔سورہ بقرہ میں اس کی فرضیت اور اس کے مقاصد کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: "يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ" (بقرہ:۱۸۳) اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا۔تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو اور ایک دوسری آیت کریمہ میں سابقہ تعلیمات کو منسوخ قرار دیتے ہوئے ماہ رمضان کے روزوں کو فرض قرار دیا ہے۔"**فمن شهد منكم الشهر فليصمه**" کہ تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے وہ روزے رکھے۔چنانچہ ماہ رمضان کے صیام وقیام کا اس کے شایان شان اہتمام کرنا چاہئے۔عقلمند انسان وہ ہے جو ان بابرکت ساعتوں کو غنیمت جانتے ہوئے اس سے استفادہ کرے۔درحقیقت یہ مہینہ توبہ کرنے کا مہینہ ہے۔لہذا ہر بندہ مومن کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اپنے ان ایام سے بھرپور فائدہ اٹھائے۔صرف نیک اعمال کی تمنا کرنا کسی انسان کے کامیابی کا ضامن نہیں ہوسکتا ہے۔بلکہ ایمان کے ساتھ ساتھ ہر عمل میں حصول ثواب کی نیت کے ذریعہ ہی کامیابی وکامرانی کے منازل طے کرسکتا ہے۔مذکورہ بالا حدیث سے گناہ کی مغفرت کا مژدہ ان لوگوں کو سنایا گیا ہے جو رمضان المبارک کا مہینہ ایمان کے ساتھ رکھتے ہیں۔یعنی ایمان کے تمام شروط بشمول عمل پر کھرا اترتے ہیں اور ساتھ ہی اپنے ماضی اعمال اور سرگرمیوں کا محاسبہ کرتے ہیں۔سابق میں کی گئی نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں، اس نعمت عظمیٰ کی توفیق پر رب کا شکرگزار ہوتے ہیں اور خطاؤں، لغزشوں، گناہوں پر نادم وشرمندہ اور رب کے حضور توبہ وانابت واستغفار کی گہار لگاتے ہیں۔درحقیقت ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور ان کے سابقہ گناہوں کو معاف کرتا ہے۔ہم چاہتے ہیں کہ اپنا محاسبہ کرتے ہوئے سنت نبوی کے مطابق زندگی گزاریں۔اتباع حق کا جذبہ اپنے اندر موجزن کریں۔آخرت کی تیاری کے لیے کمربستہ ہوجائیں۔گردش لیل ونہار سے فائدہ اٹھانے کے لیے منظم چارٹ بنائیں اور تدبر وتفکر کے ساتھ مبارک لمحات سے مستفید ہوتے ہوئے آخرت کا حقیقی تصور پیدا کریں۔یاد رکھیں! ان مبارک ساعتوں میں کسی بھی طرح کی کوئی بھی غفلت ہمیں حسرت وندامت سے دوچار کردے گی اور پھر کف افسوس ملنے کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوگا۔

مبارکباد کے مستحق ہیں وہ لوگ جنہوں نے ماہ رمضان کا استقبال اور اس کی تیاریاں سنت نبوی کے مطابق کی اور اپنے قلوب واذھان کو برائیوں سے پاک کیا، بغض وحسد سے باطن کو پاک وصاف کیا، اللہ کے دربار میں کمال تذلل وسپردگی کے ساتھ ماہ رمضان کے مبارک لمحات سے فائدہ اٹھانے کا عزم مصمم کیا اور رضائے الٰہی کے حصول کے لیے نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور منہیات ومنکرات اور معاصی وسیئات سے اجتناب کیا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم تمام لوگوں کو ماہ رمضان کو غنیمت جانتے ہوئے اس کی برکات سے بھرپور فائدہ اٹھانے اور زیادہ سے زیادہ تلاوت قرآن، دعاء واذکار، توبہ واستغفار، صدقات وخیرات اور تہجد گزاری کے ساتھ ساتھ سحری وافطاری اور قدر کی راتوں میں عبادت کرنے، آخری عشرہ میں اعتکاف کی توفیق بخشے اور ماہ صیام کو ملک وملت وانسانیت کی تعمیر وترقی، فوز وفلاح، اخوت ومحبت وبھائی چارہ اور امن وشانتی کا ذریعہ بنائے اور ہم سب کو اس کی مبارک ساعتوں اور برکتوں سے ہمکنار کرے۔آمین وصلى الله على النبى محمد وسلم تسليمات كثيرا

☆☆

مدیر مسئول

اصغر علی امام مہدی سلفی

مدیر

عبدالقدوس اطہر نقوی

اس شمارے میں

درس حدیث	۲
اداریہ	۳
ماہ رمضان کے روزے کن پر فرض ہیں؟	۶
رمضان المبارک- فضائل واعمال اور رسومات	۸
صرف بھوکا پیاسا رہنا ہی مقصد رمضان نہیں	۱۷
محاسبہ نفس- انسانیت کے لئے اکسیر حیات	۲۱
شہر میں اک چراغ تھا نہ رہا	۲۴
مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز	۲۸
جماعتی خبریں	۲۹

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدلِ اشتراک

سالانہ ______ ۱۵۰/روپے

فی شمارہ ______ ۷/روپے

پاکستان ______ ۵۰۰/روپے

بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶

ویب سائٹ www.ahlehadees.org

ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com

جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

اداریہ

اصغر علی امام مہدی سلفی

ہم اپنی ذمہ داری ادا کریں

پوری انسانی برادری اس وقت کئی گروہوں میں بٹی ہوئی ہے۔جن میں سے دو گروہ اپنے اپنے ماحول اور حالات وظروف کے آئینے میں پوری ایمانداری کے ساتھ عالمی ومحلی طور پر پیدا شدہ مصائب ومشکلات اور ظلم وآتنک واد کو حل کرنے میں جٹے ہوئے ہیں اور اس کے لیے تمام ممکنہ وسائل وامکانیات کو بروئے کار لا رہے ہیں۔

جب کہ ایک تیسرا طبقہ یا گروہ بھی ہے جو بظاہر ان تمام مشکلات ومسائل کو حل کرنے کا سب سے بڑا علمبردار بھی ہے۔لیکن اس کے پیچھے کس طرح کے عوامل کارفرما ہیں، معلوم نہیں۔لیکن اتنا ضرور ہے کہ مشکلات ومصائب کو یہی نہیں کہ یہ بڑھانے کا سبب بنتے ہیں بلکہ ان کی پوری کاوشوں کا محور ومآل بھی یہی ہے کہ انسانیت کی کشتی کسی بھی طور پر شرمندہ ساحل نہ ہوسکے اور وہ جس قدر ہچکولے کھاتی رہے اسی قدر وہ ان کے پالے میں آتی رہے۔آج کے اداریے میں یہ طبقہ کسی بھی طرح نہ ہمارا مخاطب ہے اور نہ ہی موضوع سخن ہے۔

آج کی ہماری گفتگو جو کچھ ہے وہ ان دو اہم ومخلص طبقات سے ہے جن کا تعلق سیاست یا دین سے ہے۔یا ''دین ودنیا بہم آمیز کہ اکسیر شود'' کے فلسفے کے مطابق اس چھوتھے طبقے سے بھی ہے جو بسا اوقات مخلصانہ اور سرفروشانہ طور پر ان مشکلات کو حل کرنا چاہتے ہیں۔اس سلسلہ میں سیاست دانوں کا تعلق ان کے ذریعہ بنائے گئے عائلی ومعاشرتی، ملکی اور بین الاقوامی قوانین ودساتیر سے ہے۔انسانی طاقت ووسعت کی روشنی میں وہ جس قدر کوششیں صرف کررہے ہیں وہ بایں طور لائق تعریف ہے کہ انسانی عقل ودماغ اور تجربے کی روشنی میں جتنا کچھ کرسکتے ہیں کررہے ہیں۔کیونکہ آسمانی ہدایت اور قرآنی رہنمائی ان کو حاصل نہیں کرائی جاسکی اور نہ وہ اس سے آشنا ہیں۔اس بات کے یقین کے ساتھ کہ انسانی عقل ودماغ اور معلومات وتجربات محدود بھی ہیں اور بسا اوقات متناقض بھی۔لیکن اسے کسی خاص پس منظر میں یا صحیح اور بھرپور نتائج کے سامنے نہ آنے کی وجہ سے معاند نہیں قرار دیا جاسکتا اور نہ ہی ان پر کوئی اور الزام دھرنا قرین انصاف ہوگا۔تاہم خاندانوں، ملکوں، عالمی مواثیق وعہود اور قوانین ودساتیر پر یقین رکھنے والوں کے لیے لمحہ فکریہ ضرور ہے کہ ان میں سے ہر فرد ان سب کا کس قدر پاسدار ہے، کس قدر اخلاص وامانت سے اسے ادا کرتا ہے اور حقیقتاً اس کی تنفیذ وتعمیل کرنے اور کرانے میں کتنا سرگرم عمل ہے؟

پہلا طبقہ دینداروں کا ہے جو اپنے اپنے دین کی روشنی میں ان مشکلات کا مخلصانہ حل چاہتے ہیں، جو دین کے مبادیات وعقائد سے لے کر اس کے احکام وشرائع، اس کے اخلاق وافعال اور تمام جزئیات پر عمل پیرا ہونا فرض سمجھتے ہیں اور اسے دین ودنیا کی ساری کامیابیوں کی جڑ قرار دیتے ہیں۔ان کی ذمہ داری ہے کہ

خود شخصی، عائلی، جماعتی، مسلکی وملکی بین الاقوامی طور پر ان تمام حیثیتوں سے اپنی ذات کا محاسبہ کریں۔خصوصاً ادیان عالم کے معتقدین، محبین اور دین کو ہم وغم بنائے رکھنے والے مومنین صادقین کے لیے یہ سب سے بڑا لمحہ فکریہ ہے کہ ان تمام ادیان میں جان، مال، عقل، عزت اور دین کی حفاظت سب سے پہلا فرض، سب سے قوی ترین حق اور سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔کسی بھی مذہب ودھرم میں ان امور خمسہ کے تئیں مکمل احساس جواب دہی کے بغیر کوئی بھی شخص دیندار، اپنے دین کا مخلص اور ایمان دار نہیں ہوسکتا۔ پوری دنیا، ہر سوسائٹی اور ملک وملت میں اس وقت کا سب سے بڑا المیہ اور مسئلہ خون انسانی کی ارزانی ہے۔اموال کا سلب ونہب، ہیر پھیر اور بے جا تصرف ہے۔عزت وناموس سر بازار نیلام ہونے کی وجہ سے دامن انسانیت تار تار ہے اور مشکلات ومسائل کا بایں وجہ انبار ہے اور عقل انسانی سے کھلواڑ اور اس کی پامالی کے ذریعہ پورا عالم ایک عظیم اضطراب اور خرخشے میں مبتلا ہے۔جس عقل کی حفاظت کی ذمہ داری تمام ادیان نے فرض قرار دیا تھا، آج سب سے زیادہ وہی ٹارگیٹ اور نشانہ بنی ہوئی ہے اور سب سے بڑا تلاعب وکھلواڑ اسی کا ہو رہا ہے۔ بلکہ مختلف ناحیوں سے اس کا استحصال اور اغتصاب ہونے کی وجہ سے عقل کی حفاظت کی ہر تدبیر اور ہر اقدام جو اصلاح کے لیے ہوتا یا اٹھتا ہے وہ دلدل ثابت ہوتا جارہا ہے۔شراب ومنشیات اور مختلف وسائل اغراء کے ذریعہ انسانی عقل کو ماؤف ومختل کرنے کا کاروبار عروج پر ہے اور ان کا نشہ اور جادو انسانی ذہن ودفاغ پر اس طرح چڑھتا ہے کہ انہیں جن مقاصد کے لیے فروغ دیا جارہا ہے ان میں صد فیصد کامیابی حاصل ہورہی ہے۔صحت انسانی کا بگاڑ جہاں گھر کا گھر اور آبادی کی آبادی کو تباہ وبرباد کررہی ہے وہاں فکری بگاڑ، دہشت گردی، انتہاپسندی، اشتعال انگیزی اور عدم رواداری سے ناسور کو جنم دے رہا ہے کیوں کہ شراب ومنشیات اور وسائل اغراء کا نشہ جب انسان پر چڑھتا ہے تو عقل ماؤف ہونے کی وجہ سے خیر وشر کی تمیز یکسر اٹھ جاتی ہے اور اس کے مختلف قسم کے استحصال کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔جس کا ہم کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کررہے ہیں۔

جہاں تک دین اسلام کا تعلق ہے تو اس کے ماننے والوں کا سب سے پہلا فریضہ اور عقیدہ اللہ جل شانہ کی ذات وصفات اور اس کے بہترین ناموں اور کاموں پر ایمان لانا ہے اور سب سے پہلی چیز جو اللہ تعالی کی عبادت اور حقوق اللہ کی ادائیگی ہے اس میں الحمد للہ رب العالمین یعنی اس ذات پاک کی تعریف اور عبادت کا اقرار واعتراف ہے جو سارے عالم کا صرف خالق ہی نہیں بلکہ رب اور پالنہار ہے۔اور اس کی کتاب ساری انسانیت اور ہر ذرے کے لیے کتاب ہدایت ورحمت ہے۔اس کے رسول انسانیت کے سب سے سچے ہمدرد اور رحمت للعالمین ہیں اور اس کے فرشتے ہمہ وقت اس اللہ جل شانہ کے حقوق کی ادائیگی اور بندوں کے نامہ اعمال لکھنے اور خلق کے سلسلے میں تدبیر الٰہی کو بجالانے میں مشغول ہیں۔عقیدۂ آخرت اہل ایمان اور مسلمان کے ایمان کی سب سے بڑی کسوٹی ہے اور جزاء وسزا کا سب سے بڑا معیار ہے۔اچھی بری تقدیر کا اعتقاد انسان کو مصیبت کی گھڑی میں انتہائی اقدام اُٹھالینے کے بجائے تسلی کا سامان فراہم کرتا ہے۔

ان ایمانیات وعقائد کے ثمرات ونتائج ہی ہیں جو اعمال وکردار کی شکل میں ڈھلتے ہیں۔چونکہ اللہ جل شناءہ کا عطا کیا ہوا یہ دین اسلام فطرت کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہے۔اس لیے ان اعمال وکردار، اخلاق وآداب اور شرائع واحکام کمال رحمت وحکمت اور محبت کے بموجب یا بطور اتمام حجت اور تکمیل دین وشریعت کے لیے مشروع قرار دیا ہے۔جو انسان کو امن وشانتی، ڈسپلن اور اخوت وانسانیت کی زریں لڑی میں پروتے ہیں۔اسلام کھلے بندوں اعلان کرتا ہے کہ ساری مخلوقات ایک کنبہ ہے 'الخلق عیال اللہ' اور سب کا رب ومالک اور آقا ومولیٰ اللہ جل شانہ ہے اور سب کے سب بھائی بھائی ہیں۔ 'یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ' (الحجرات:۱۳) ''اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد وعورت سے پیدا کیا ہے۔اور اس لئے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو۔تمہارے کنبے اور قبیلے بنادیئے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم سب میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔یقین مانو کہ اللہ دانا اور باخبر ہے۔'' آپسی میل ومحبت اور تعاون کے لئے ہے۔وہ انسانی جان کو اصلاً محترم ومکرم قرار دیتا ہے۔اور قتل ناحق کو حرام گردانتا ہے۔ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا م بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا وَمَنْ اَحْیَاھَا فَکَاَنَّمَآ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا (المائدہ: ۳۲) ''جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو قتل کرڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کردیا اور جو شخص کسی ایک کی جان بچالے اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کردیا۔'' اسلام کہتا ہے 'الارواح جنود مجندۃ ما تعارف منھا ائتلف وما تنافر منھا اختلف (متفق علیہ)'' روحیں مجتمع لشکر ہیں تو جو ان میں سے پہچانتی ہیں وہ مانوس ہوتی ہیں اور جو مختلف ہوتی ہیں جدا جدا ہوجاتی ہیں۔'' پھر کس بات کا امتیاز اور منافرت اور دوری ومجبوری اور آپس میں کیسی ذات، دھرم، رنگ ونسل، علاقہ، کنبہ اور عقلیت واکثریت کے نام پر کیسی لڑائی۔

شرط ہے کہ ان روشن اسلامی تعلیمات کو اخلاص، پوری سچائی اور دیانتداری سے برتا جائے اور ان پر عمل کیا جائے۔اگر ایسا ہوگیا تو یقین جانیے کہ انسانی برادری کے سارے غم واندوہ، دکھ درد اور مسائل ومشکلات کا حل یقینی ہے۔کیونکہ تاریخی طور پر اس کا مشاہدہ وتجربہ ہوچکا ہے۔

اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ نہ صرف فطرت کے تقاضوں سے ہم آہنگ عقائد واحکام اور اخلاق وآداب کی تعلیم وتلقین کرتا ہے اور ان کے ذریعہ انسانیت کی مشکلات ومسائل کا حل پیش کرتا ہے، بلکہ اس کی عملی ٹریننگ اور اچھی طرح تعمیل

وتنفیذ کے لیے سال بھر مختلف قسم کے مواقع اور پروگرام بھی فراہم کرتا ہے کہ وہ ان کے آئینہ خانے میں اپنے اعمال وکردار کا جائزہ لے، دوسروں سے پہلے اپنا محاسبہ کرے، اپنے معتقدات ومعمولات کو دین وشریعت کی کسوٹی پر جانچے اور اپنے اخلاق وکردار کا تزکیہ کرے۔ تا کہ دنیا سے ظلم وبربریت کا خاتمہ ہو، غربت کا قلع قمع ہو، نفرت وعداوت مٹ جائے اور جہالت کا دور دور تک پتہ نہ رہے اور اللہ کی بنائی ہوئی دھرتی پر ناانصافی، حق تلفی، استحصال اور ہر طرح کی سماجی برائیوں اور بگاڑ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہ جائے۔ اور اس طرح ملک وملت اور انسانیت امن وشانتی، اخوت وبھائی چارہ، خوشحالی وفارغ البالی اور اطمینان وروحانیت کی دولت سے مالا مال ہو جائے۔

تو پھر دیر کس بات کی؟ لیجیے! اب ماہ صیام اپنی رحمتوں، برکتوں اور سعادتوں کے ساتھ ہم پر سایہ فگن ہو گیا ہے۔ رب العالمین وارحم الراحمین نے مختلف النوع مسائل ومشکلات جو کہ خود ان کے ہاتھوں کی کمائی ہے سے جوجھ رہی انسانیت کو اپنی تربیت اور مسائل ومشکلات کے علاج کے لیے نسخۂ سعادت اور روحانی قوت عطا کردی ہے۔ اس مہینہ کا ہر ہر لحہ بہت اہم، قیمتی اور بابرکت ہے۔ رحمت ومغفرت اور نجات ورضوان کا سمندر ٹھاٹیں مار رہا ہے۔ ہے کوئی جو اس بہتے سمندر میں نہالے اور اپنے ظاہر وباطن کو صاف ستھرا کر کے خود کو اللہ کے رنگ میں رنگ لے۔ اور سسکتی، بلکتی اور مختلف عوارض میں مبتلا انسانیت کی مسیحائی کا دم بھرنے لگے۔ اللہ کی رحمت ورضوان ہے کہ برستی ہی جا رہی ہے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے؟ رہرو منزل ہی نہیں

یہ ہمارے اوپر ہے کہ ہم کس قدر اپنے آپ کو اس کے قالب میں ڈھالنے اور اس کی برکتوں اور سعادتوں سے فیضیاب ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس شہر الصیام میں روزوں کا اہتمام کریں، نمازوں کو خشوع وخضوع، طول قیام، سجدہ عریض اور آہ وزاری سے آراستہ فرمائیں، فرائض کے اہتمام کے ساتھ نوافل کی کثرت کریں، یہ شہر القرآن ہے اس لیے اس کا ہر لحہ قرآن کی تلاوت، تعلیم وتعلم، ترجمہ وتفکر، تدبر وتذکیر، فہم وتفہیم اور اس کی تعمیل وتبلیغ میں لگا دیں کہ یہ قرآن کریم کا ہمارے اوپر حق ہے۔ اور یہ سب اس نعمت کبری کی شکر گذاری وسپاس نامہ ہے۔ قرآن مرد مومن بننے کا مہینہ ہے۔ اچھا موسم ہے۔ افطار کرانے، صدقہ وخیرات کرنے، زکوٰۃ وتطوعات کو بجالانے، غربا، مساکین، فقراء، بیواؤں اور یتیموں کی خبر گیری کرنے، پڑوسیوں، رشتہ داروں، روزہ داروں اور ناداروں کی مہمان نوازی کا اس سے بہتر موقع اور سنہری چانس کونسا ہو سکتا ہے۔ سحر گاہی وسحر خوانی اور سحری کھانے کی برکتیں اس میں حاصل کی جاتی ہیں۔ اعمال کا رس گھولنے سے منہ کی خوشبو مشک وعنبر سے بڑھ کر کر لینے کا اس سے بہتر اور اچھا موقع کب میسر آئے گا؟ اسی لئے اسے غنیمت جانئے، آپ کے لیے آقا ومولی اور رب کریم وعمیم، جل جلالہ وعم نوالہ کے نوال وانعام کی معرفت اور قدر دانی اور شکر گذاری کا اس سے بہتر موقع کبھی بھی نہیں آ سکتا۔ ہم اگر اتنے اچھے بن گئے تو یقین جانئے جھوٹ، غیبت اور معاشرے کے ناسور حسد، کینہ چغلی وچغاری، عداوت ودشمنی، نفرت، وحشت اور دہشت کو کبھی بھی سر اٹھانے کا موقع نہیں ملے گا۔ اب ہم سب سے محبت کرنے لگیں گے، گلے لگائیں گے، ساتھ نبھائیں گے کیونکہ اللہ تعالی آپ کو چاہنے لگا ہے۔ اب وہ آپ کی مقبولیت اور چاہت کو زمین والوں میں ڈال چکا ہے۔ اس لئے اب آپ محبوب وہر دلعزیز ہیں۔ صرف شیطان لعین اور اس کے کچھ کارکنان آپ سے ناراض ہیں اور ان کی ناراضگی آپ کے حق میں ہے۔ اس حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اسوہ سامنے رکھیں اور اس مہینے کا ہر ہر لحہ اور گھنٹہ اُن کے چھوڑے ہوئے تابندہ نقوش کی پیروی میں صرف کر دیں کہ اسی میں ساری دنیا کی نجات وکامرانی ہے۔ کوششیں ہی کامیابی کا راز ہیں۔

توفیق بہ اندازہ ہمت ہے ازل سے

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہر ایک مذہب کا ماننے والا اپنے مذہب کی سچائیوں پر عمل کرے۔ خصوصا ملک ومعاشرہ اور انسان کے حقوق کے تئیں جو تعلیمات ہیں اگر ان پر عمل پیرا ہو جائے تو دنیا کے اکثر مشکلات کا سامنا ہی نہ کرنا پڑے، اقلیت واکثریت کا عالمی مسئلہ حل ہو جائے، خصوصا مسلمان دنیا میں جس خطے میں ہوں وہ اپنے آپ کو اقلیت تصور کر کے اپنی مشکلات کا پٹارا کھولے رکھنے کے بجائے اپنے آپ کو اس ملک وسوسائٹی کا ایک اہم عنصر جان کر ان کٹھنائیوں کو دور کرنے کا موثر ذریعہ تلاش کر کے اپنا دینی فریضہ ادا کریں۔ ایک صالح شہری بن کر رہیں اور انسان ہونے کے ناطے انسانوں کی قدر اور ان سے محبت کریں۔ ان سے حق لینے سے پہلے ان کا حق ادا کریں۔ ان کے مشرکانہ اعمال وافعال کو ان کا ذاتی مسئلہ جان کر ان سے نفرت کرنے کے بجائے ان پر رحم کھائیں ان کے شرک کے پاداش میں ان کے شرک سے نفرت کے بجائے ان سے ہمدردی اور ان کی مدد کر کے ان کو اس واقعی موذی مرض اور لت سے چھٹکارا دلائیں نفرتوں کی دیواریں ڈھنی شروع ہو جائیں گی۔ مسلمان خصوصا رمضان المبارک میں اپنے اوپر مکمل کنٹرول کرنے کی خو ڈالیں۔ روزہ کی ایک اہم خوبی یہ بھی ہے کہ روزہ دار انسان حرام، ناپسندیدہ، مکروہ اور مباح کے علاوہ جائز وضروری کھانے پینے حتی کہ شہوت پر بھی کنٹرول کر لیتا ہے۔ بھوکا رہ کر ایک کتے اور جانور کی بھوک پر تلملا جاتا ہے پھر اپنے ہی جیسے انسانوں پر رحم کیسے نہیں کھائے گا؟ اس لئے اس رمضان المبارک کو ایک اچھا انسان اور کامل مسلمان بننے کا سب سے بڑا ذریعہ جانیں۔ اللہ تعالی ہم سب کو اس کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

☆☆

ماہ رمضان کے روزے کن پر فرض ہیں؟

عبدالولی عبدالقوی
داعی مکتب دعوۃ وتوعیۃ الجالیات الحائط/سعودی عرب

ماہ رمضان کے روزے ان مردوں اور عورتوں پر فرض ہیں جن میں مندرجہ ذیل چھ شرطیں پائی جائیں اور جن میں یہ شرطیں نہ پائی جائیں، ان پر ماہ رمضان کے روزے فرض نہیں ہیں، بلفظ دیگر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت کے لئے مندرجہ ذیل چھ شرائط ہیں:

علامہ ابن رشد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ہر عاقل و بالغ بیماری سے محفوظ، اپنے شہر میں موجود اور حیض سے خالی عورت پر روزوں کا رکھنا واجب ہے اور ان افراد کے لئے ترک صیام کی کوئی گنجائش نہیں ہے اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔'' (بدایۃ المجتہد ۱/ ۲۲۷، کشاف القناع ۲/ ۳۰۸)

ذیل میں ہم ہر ایک شرط کو بالتفصیل مستقل بحث میں ذکر کرتے ہیں:

پہلی شرط: اسلام ماہ رمضان کے روزوں کی فضیلت کے لئے پہلی شرط اسلام ہے، جس کا ضد کفر ہے، لہٰذا اس شرط کی بنا پر کافر روزوں کی فرضیت سے خارج ہے، اس سے روزوں کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا، یہاں تک کہ اسلام قبول کرلے، اگر اسلام قبول کرلے تو اس سے اسلام کے ارکان وفرائض کا مطالبہ کیا جائے اور اگر اسلام قبول کئے بغیر بحالت کفر روزے رکھے تو اس کے روزے صحیح نہ ہوں گے۔

اس کی دلیل اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ''وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ'' (التوبہ: ۵۴)

ان کے صدقات قبول نہ کئے جانے کا اس کے سوا کوئی اور سبب نہیں کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہیں۔

چنانچہ جب خرچ کئے گئے مال جن کا نفع دوسروں تک پہنچنے والا ہے بسبب کفر غیر قابل قبول ہیں تو ان کی وہ عبادتیں بدرجہ اولی غیر مقبول ہیں جن کا نفع ان کی ذات تک محدود ہے، معلوم ہوا کہ بحالت کفر انجام دیا گیا عمل باطل، عنداللہ غیر مقبول ہے۔

لیکن اگر کافر ماہ رمضان کے دن میں اسلام قبول کرلے تو روزہ کے احترام میں باقی دن کھانے پینے اور جملہ مفطرات سے رکا رہے گا، اور چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء اس پر واجب نہیں ہوگی اس لئے کہ اس وقت اس پر روزہ رکھنا واجب ہی نہیں تھا۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ'' (الانفال: ۳۸)

اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ان کافروں سے کہہ دیجئے کہ اگر یہ لوگ (اپنے کفر سے) باز آجائیں (اور اللہ واحد پر ایمان لے آئیں) تو ان کے سارے گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں معاف کردیئے جائیں گے۔

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

یا عمرو ان الاسلام یجب ما کان قبلہ

اے عمرو بن عاص! اسلام ماقبل کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

(مسند احمد ۴/ ۱۹۸، ۲۰۵) (صحیح) دیکھئے: ارواء الغلیل ۵/ ۱۲۱)

اور رسول اللہ ﷺ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ اسلام قبول کرنے والوں کو بحالت کفر چھوٹے ہوئے واجبات کی قضا کا حکم نہیں دیتے تھے۔

دوسری شرط: بلوغت ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت کے لئے دوسری شرط بلوغت ہے، چنانچہ کسی نابالغ بچے پر روزہ فرض نہیں ہے یہاں تک کہ بالغ ہوجائے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رفع القلم عن ثلاثة: عن النائم حتى يستيقظ وعن الصغير حتى يكبر وعن المجنون حتى يعقل أو يفيق (ابن ماجہ ۲۰۴۱، ابوداؤد ۴۴۰۱، تحقیق الالبانی (صحیح) دیکھئے: صحیح ابن ا/ ۳۴۷ ح ۱۶۶۰)

تین قسم کے لوگوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے (یعنی ان کے اقوال وافعال حساب میں نہیں ہیں) (۱) سوئے ہوئے شخص سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہوجائے (۲) چھوٹے بچے سے یہاں تک کہ وہ بڑا ہوجائے (۳) دیوانہ سے یہاں تک کہ وہ سمجھنے لگے یا مرض جنون سے شفایاب ہوجائے۔ سنن ابی داؤد کے الفاظ اس طرح ہیں: ''وعن الصبی حتی یحتلم'' بچے سے یہاں تک کہ بالغ ہوجائے۔

بچوں اوربچیوں کوروزہ رکھنے کی عادت ڈالی جائے:

نابالغ بچوں اور بچیوں پر روزہ فرض نہیں ہے لیکن سرپرستوں کو چاہیے کہ ان میں سے جو روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہوں، انھیں عادت ڈالنے کے لئے روزہ رکھنے کا حکم دیں، روزہ رکھنے پر ان کی حوصلہ افزائی کریں، جیسا کہ صحابہ کرام اپنے بچوں کو روزہ کی عادت ڈالنے کے لئے روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے اور ان کے لئے اون کے کھلونے بنا دیتے تھے، پھر جب کوئی بچہ رونے لگتا تو اس کو کھلونا کھیلنے کو دے دیتے یہاں تک کہ افطار کا وقت آجاتا۔

ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء کی صبح کو انصار کے دیہاتوں میں حکم بھیجا کہ جس نے صبح کچھ کھا پی لیا وہ باقی دن (بغیر کچھ کھائے پئے) پورا کرے اور جس نے روزہ رکھا وہ اپنا روزہ پورا کرے، اس کے بعد ہم روزہ رکھا کرتے تھے اور اپنے چھوٹے بچوں کو بھی روزہ رکھواتے تھے اور ہم ان کے لئے اون کے کھلونے بنا دیتے تھے جب کوئی بچہ کھانے کے لئے رونے لگتا تو اسے ہم کھلونا دے دیتے یہاں تک کہ افطار کا وقت آجاتا۔ (بخاری ۱۹۶۰، مسلم ۱۱۳۶)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''مذکورہ حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ بچوں کو نیکیوں کی مشق کرائی جائے اور انھیں عبادات کی عادت ڈالی جائے، لیکن وہ (بلوغت تک) عبادات کے مکلّف نہیں ہیں۔'' (شرح النووی علی صحیح مسلم ۸/ ۱۴)

بلوغت کی پہچان: مندرجہ ذیل علامات میں سے کوئی ایک علامت بلوغت کی پہچان ہے، چنانچہ جب لڑکے میں مندرجہ ذیل تین علامات میں سے کوئی

ایک علامت اورلڑکی میں چار علامات میں سے کوئی ایک علامت پائی جائے تو اس پر بلوغت کا حکم لگایا جائے گا۔

(۱) نیند یا بیداری میں منی کا نکلنا (۲) موئے زیر ناف نکلنا (۳) پندرہ سال کی عمر کا پہنچنا (۴) مذکورہ علامتوں کے ساتھ لڑکی کے لئے ایک چوتھی علامت ہے وہ خون حیض کا آنا۔ (الشرح الممتع ۶/۳۳۳، عون المعبود ۸/۱۲۲، فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۱۰/ ۱۴۷)

تیسری شرط: عقل ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت کے لئے تیسری شرط عقل ہے اوراس کی ضد جنون ہے، چنانچہ عقل سے محروم دیوانہ شخص پر روزہ فرض نہیں ہے، کیوں کہ وہ فقدان عقل کی وجہ سے شرعی احکامات کا مکلّف نہیں ہے، یہاں تک کہ اس کی عقل واپس آجائے، جیسا کہ مذکورہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے۔اوراگر وہ روزہ رکھ بھی لے تو اس کا روزہ صحیح نہیں ہے، کیوں کہ اس کے پاس عقل نہیں ہے جس سے اپنی عبادت کو سمجھ سکے اوراس کی نیت کرسکے اورعبادت بغیر نیت کے درست نہیں ہے: جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’**انما الاعمال بالنیات وانما لکل امری مانوی....**‘‘ اعمال کا دارومدار نیتوں ہی پر ہے اور ہر آدمی کو اس کی نیت ہی کا پھل ملے گا۔ (بخاری ۱، مسلم ۱۹۰۷)

جس پر کبھی جنون طاری ہوجاتاہو اور کبھی افاقہ پاجاتا ہو: جس پر کبھی جنون طاری ہوجاتا ہو اور کبھی افاقہ پاجاتا ہو، تو جنون کی حالت میں اس پر روزہ فرض نہیں ہے اور اس روزہ کی قضا بھی نہیں، لیکن افاقہ کی حالت میں روزہ رکھنا ضروری ہے۔

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’جس پر کبھی جنون طاری ہوجاتا ہواور کبھی افاقہ پاجاتا ہو تو ایسے آدمی پر افاقہ کی حالت میں روزہ رکھنا ضروری ہے البتہ جنون کی حالت میں روزہ رکھنا اس پر ضروری نہیں اور اگر دن کے کسی حصہ میں اس پر جنون طاری ہوجائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا جس طرح کی اگر کسی شخص پر بیماری یا کسی اوروجہ سے بے ہوشی طاری ہوجائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا کیوں کہ اس نے روزہ کی نیت سمجھ بوجھ کی حالت میں کی تھی اوراس پر اس دن کی قضا لازم نہیں ہوگی جس میں اس پر جنون طاری ہوا تھا اوراگر روزہ کے دن میں جنون سے افاقہ پاجائے تو باقی دن کھانے پینے اور جملہ مفطرات سے رکا رہے کیوں کہ وہ ان لوگوں میں سے ہوگیا جن پر روزہ واجب ہے اوراسے اس دن کی قضا نہیں کرنی ہوگی جیسے کہ اگر بچہ رمضان کے دن میں بالغ ہوجائے یا کافر اسلام قبول کرلے تو ان پر اس دن کی قضا لازم نہیں ہے۔‘‘ (مجالس شہر رمضان للعثیمین ص ۴۴، ۷۰ مسئلہ فی الصیام للمنجد ۱۹)

جس کي عقل نشہ آور چیز کے استعمال سے زائل ہوگئی ہو: وہ شخص جس کی عقل نشہ آور چیز کے استعمال مثلاً شراب نوشی وغیرہ کی وجہ سے زائل ہوگئی ہو وہ روزں کی فرضیت سے خارج نہیں ہے، بلکہ وہ جملہ شرعی احکام کا مکلّف ہے کیوں کہ دراصل وہ عاقل کے حکم میں ہے، لہٰذا روزوں کی فرضیت اس کے ذمہ باقی ہے اور زوال عقل کا سبب تو وہ خود ہے کہ شراب نوشی وغیرہ کا ارتکاب کرکے اس نے اپنی عقل عمداً زائل کی ہے، اس پر نشہ آور چیز کے استعمال کا گناہ اورروزوں کے چھوڑنے کا بھی گناہ ہے۔ زوال عقل سے افاقہ کے بعد اس پر فوت شدہ روزوں کی قضا لازم ہے۔امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’اگر کسی کی عقل شراب نوشی یا کسی دوسری حرام چیز کے استعمال سے زائل ہوجائے تو (افاقہ کے بعد) اس پر فوت شدہ روزوں کی قضا لازم ہے اور وہ روزوں کے وقت پر نہ رکھنے کی وجہ سے گناہ گار بھی ہوگا۔‘‘ (المجموع ۶/۲۵۲)

چوتھی شرط: قدرت ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت کے لئے چوتھی شرط قدرت ہے، جس کی ضد عاجزی ہے، لہٰذا جو شخص بیماری یا کسی اورعذر کے سبب روزے رکھنے سے عاجز ہو اس پر بالفور ماہ رمضان کے روزے فرض نہیں ہیں بلکہ قادر ہونے پر ان روزوں کی قضا فرض ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ’’**كَانَ مَرِيضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ**‘‘ (البقرہ:۱۸۵) جو شخص بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہیے۔

عاجزی کی دوقسمیں ہیں: (۱) وقتی عاجزی (۲) دائمی عاجزی

جو شخص وقتی عاجزی سے دوچار ہو، اسے شفایابی کی امید ہو تو وہ ماہ رمضان میں روزے چھوڑ دے اور شفایابی کے بعد ان کی قضا کرے۔اور جو شخص دائمی عاجزی کا شکار ہو مثلاً ایسا بیمار کہ شفایابی کی امید نہ ہو، انتہائی بوڑھا جو بڑھاپے کی وجہ سے روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو ایسے افراد ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائیں۔

پانچویں شرط: اقامت ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت کے لئے پانچویں شرط اقامت ہے، چنانچہ مسافر پر بالفور روزے فرض نہیں ہیں بلکہ اس پر ان روزوں کی قضا فرض ہے۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: **وَمَن كَانَ مَرِيضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ** (البقرہ:۱۸۵)

جو شخص بیمار ہو یا مسافر اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہیے۔

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

’’امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مسافر کے لئے روزہ نہ رکھنا جائز ہے، چاہے وہ روزہ رکھنے پر قادر ہو یا نہ ہو، چاہے اس پر روزہ رکھنا مشکل ہو یا نہ ہو، خواہ وہ سایہ اور پانی میں سفر کرنے والا ہو اوراس کے ساتھ اس کا خادم بھی ہو (بذریعہ جہاز اس کا سفر ہو یا پیدل سفر کررہا ہو) بہرصورت اسے روزہ نہ رکھنے اورنمازیں قصر پڑھنے کی اجازت ہے۔‘‘ (۷۰ مسئلہ فی الصیام سوال نمبر ۱۷، فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۱۰/ ۲۰۷)

چھٹی شرط: موانع سے خالی ہونا: ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت کے لئے چھٹی شرط موانع سے خالی ہونا ہے، چنانچہ حیض ونفاس والی عورتوں پر بالفور روزے فرض نہیں ہیں، بلکہ ان کے لئے حیض ونفاس کی حالت میں روزہ رکھنا جائز ہی نہیں ہے، ماہ رمضان کے ختم ہوجانے کے بعد ان پر فوت شدہ روزوں کی قضا واجب ہے۔

جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: **کان یصیبنا ذلك فنؤمر بقضاء الصوم ولا نؤمر بقضاء الصلاۃ** ہم حیض سے دوچار ہوتی تھیں تو ہمیں روزوں کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا نماز کا نہیں۔ (مسلم ۳۳۵)

☆☆☆

حافظ صلاح الدین یوسف

رمضان المبارک-فضائل واعمال اوررسومات

اسلامی سال کانواں مہینہ ہے۔

وجہ تسمیہ: رَمَضَان رَمَضَ سے ہے جس کے معنی ہیں، جلانا، زمین کی تپش سے پاؤں کا جلنا، یہ مہینہ گناہوں کوجلا کرنیست ونابود کردیتا ہے۔ یا اس مہینے میں تشنگی (پیاس) کی شدت بہت تکلیف دیتی ہے۔ یا اس وجہ سے کہ نام رکھنے کے وقت یہ مہینہ شدت گرما میں واقع ہواتھا، رمضان نام رکھا گیا۔ (نوراللغات)

رمضان المبارک کی فضیلت، احادیث صحیحہ کی روشنی میں:

رمضان المبارک کا مہینہ بڑی فضیلت واہمیت کا حامل ہے، اس کی فضیلت متعدد حیثیتوں سے ثابت ہے، مثلا:

۱- رمضان کے روزے رکھنا، اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے۔

۲- اسی مہینے میں قرآن مجید کا نزول ہوا۔ ''شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ'' (البقرہ:۱۸۵)

جس کا مطلب تو بعض علماء اور مفسرین نے یہ بیان کیا ہے کہ سب سے پہلی وحی جوغارحرا میں بصورت (اقرأ) جبریل امین لے کر آئے، وہ رمضان المبارک کا واقعہ ہے۔ اور دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ قرآن مجید پورا کا پورا لیلۃ القدر میں لوحِ محفوظ سے آسمان دنیا پر اتار دیا گیا اور لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے۔

اسی ماہ مبارک میں لیلۃ القدر ہوتی ہے، جس کی بابت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ'' (القدر:۳) شب قدر، ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ ہزار مہینے کے ۸۳ سال ۴ مہینے بنتے ہیں۔ عام طور پر انسانوں کی عمریں بھی اس سے کم ہوتی ہیں۔ لیکن اس امت پر اللہ تعالیٰ کی یہ کتنی مہربانی ہے کہ وہ سال میں ایک مرتبہ اسے لیلۃ القدر سے نواز دیتا ہے، جس میں وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے ۸۳ سال کی عبادت سے بھی زیادہ اجر وثواب حاصل کرسکتے ہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اَنَّهُ سَمِعَ مَنْ يَثِقُ بِهِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُ: اِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أُرِيَ أَعْمَارُ النَّاسِ قَبْلَهُ، أَوْ مَا شَاءَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ، فَكَأَنَّهُ تَقَاصَرَ أَعْمَارُ أُمَّتِهِ أَنْ لَّا يَبْلُغُوا مِنَ الْعَمَلِ مِثْلَ الَّذِى بَلَغَ غَيْرُهُمْ فِي طُولِ الْعُمُرِ، فَأَعْطَاهُ اللَّهُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ، خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ''

''انہوں نے بعض معتمد علماء سے یہ بات سنی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو آپ سے پہلے لوگوں کی عمریں دکھلائی گئیں، تو آپ کو ایسا محسوس ہوا کہ آپ کی امت کی عمریں ان سے کم ہیں اور اس وجہ سے وہ ان لوگوں سے عمل میں پیچھے رہ جائے گی جن کو لمبی عمریں دی گئیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے (اس کا ازالہ اس طرح فرمادیا کہ) امت محمدیہ کے لیے لیلۃ القدر عطا فرمادی جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔'' (الموطا للامام مالك، الاعتکاف، باب ماجاء فی لیلة القدر:۱/۳۲۱، طبع مصر)

اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں اور روزہ رکھنا بھی نماز، زکاۃ اور حج وعمرہ کی طرح ایک نہایت اہم عبادت ہے۔

رمضان المبارک کے لیے اللہ تعالیٰ خصوصی اہتمام فرماتا ہے، جیسے نبی ﷺ نے فرمایا: ''اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ'' (صحیح البخاری، الصوم، باب هل یقال رمضان، أو شهر رمضان ---، حدیث:۱۸۹۸، ۱۸۹۹، وصحیح مسلم، الصیام، باب فضل شهر رمضان، حدیث:۱۰۷۹)

''جب رمضان آتا ہے تو آسمان (اور ایک روایت میں ہے جنت) کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور (بڑے بڑے) شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اِذَا كَانَ اَوَّلُ لَيْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ، وَفُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ، وَيُنَادِي مُنَادٍ: يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ! أَقْبِلْ، وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ! أَقْصِرْ، وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ'' (جامع الترمذی، الصوم، باب ماجاء فی فضل شهر رمضان، حدیث:۶۸۲، وسنن ابن ماجه، الصیام، باب ماجاء فی فضل شهر رمضان، حدیث:۱۶۴۲، واللفظ له۔ وقال الترمذی: هذا حدیث غریب، وقال الالبانی: وهو كما قال: لكن وله شاهد فی (المسند) يتقوى به وهو الذی بعده۔ مشكاة للالبانی:۱/۶۱۱)۔

''جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے، جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں، ان میں سے کوئی دروازہ کھلا نہیں رہنے دیا جاتا۔ اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں رہنے دیا جاتا۔ اور ایک پکارنے والا پکار کر کہتا ہے: اے نیکیوں کے طالب! خوب پیش قدمی کر اور اے برائیوں کے طالب! باز آجا۔ اور اللہ کے لیے جہنم سے آزاد کردہ لوگ ہوتے ہیں اور ہر رات کو ایسا ہوتا ہے (رمضان کی ہر رات کو اللہ جہنم سے لوگوں کو آزاد فرماتا ہے)۔

اس روایت میں کچھ ضعف ہے، بقول البانی رحمہ اللہ جودرج ذیل حدیث ہے اس سے دور ہوجاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''أَتَاكُمْ رَمَضَانُ، شَهْرٌ مُبَارَكٌ، فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ، تُفْتَحُ فِيهِ اَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَحِيمِ، وَتُغَلُّ فِيهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِيْنِ، لِلّٰهِ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ'' (مسند احمد:۲/۲۳۰، وسنن

النسائی، الصیام، ذکر الاختلاف علی معمر فیہ، حدیث:۲۱۰۸، وقال الالبانی: وھو حدیث جید لشواھدہ، مشکاۃ:۱/۶۱۲)

’’تمہارے پاس رمضان آیا ہے، یہ برکتوں والا مہینہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کیے ہیں، اس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور سرکش شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس میں ایک رات ہوتی ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے، جو اس کی بھلائی سے محروم رہا، وہ بڑا ہی حرماں نصیب ہے۔‘‘

ایک اور روایت میں ہے: رمضان کے شروع ہونے پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اِنَّ ھٰذَا الشَّھْرَ قَدْ حَضَرَکُمْ، وَفِیْهِ لَیْلَةٌ خَیْرٌ مِنْ أَلْفِ شَھْرٍ، مَنْ حُرِمَھَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَیْرُ کُلَّهُ وَلَا یُحْرَمُ خَیْرَھَا اِلَّا مَحْرُوْمٌ‘‘ (سنن ابن ماجہ: الصیام، باب ماجاء فی فضل شھر رمضان، حدیث:۱۶۴۴، وقال الالبانی: اسنادہ حسن، مشکاۃ:۱/۶۱۲)

’’یہ ماہ مبارک تمہارے پاس آگیا ہے، اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے، جو اس سے محروم رہا، ہر طرح کی خیر سے محروم رہا اور اس کی خیر سے بالکل محروم القسمت شخص ہی محروم رہتا ہے۔‘‘

ان احادیث سے واضح ہے کہ رمضان کا مہینہ نہایت عظمت وسعادت کا مہینہ ہے، اللہ تعالیٰ اس کی خصوصی عظمت کی وجہ سے اس ماہ میں وہ اقدامات فرماتا ہے جو مذکورہ حدیثوں میں بیان ہوئے۔ جن سے اس مہینے کی خصوصی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

رمضان کی فضیلت میں بعض ضعیف روایات:

اس ماہ مبارک کی فضیلت میں بعض روایات بہت مشہور ہیں، لیکن وہ سند کے لحاظ سے کمزور ہیں، اس لیے ان کو بیان کرنے سے گریز کرنا چاہئے، ہم تنبیہ کے طور پر انہیں یہاں درج کرتے ہیں تاکہ ضعیف روایات بھی لوگوں کے علم میں آجائیں، جنہیں خطیبان خوش بیان اور واعظان شیریں مقال اپنے مواعظ وخطبات میں اکثر بیان کرتے ہیں، جیسے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے، جس کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

(۱) خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ آخِرِ یَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ، فَقَالَ: أَیُّھَا النَّاسُ! قَدْ أَظَلَّکُمْ شَھْرٌ عَظِیْمٌ، شَھْرٌ مُبَارَكٌ، شَھْرٌ فِیْهِ لَیْلَةٌ خَیْرٌ مِنْ أَلْفِ شَھْرٍ، جَعَلَ اللّٰهُ صِیَامَهُ فَرِیْضَةً وَقِیَامَ لَیْلِه تَطَوُّعًا، مَنْ تَقَرَّبَ فِیْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَیْرِ کَانَ کَمَنْ أَدّٰی فَرِیْضَةً فِیْمَا سِوَاہُ، وَمَنْ أَدّٰی فَرِیْضَةً فِیْهِ کَانَ کَمَنْ أَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَةً فِیْمَا سِوَاہُ، وَھُوَ شَھْرُ الصَّبْرِ، وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ، وَشَھْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَھْرٌ یُزَادُ فِیْهِ رِزْقُ الْمُوْمِنِ، مَنْ فَطَّرَ فِیْهِ صَائِمًا کَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِذُنُوْبِهِ وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَکَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِہِ مِنْ غَیْرِ أَنْ یَنْتَقِصَ مِنْ أَجْرِہِ شَیْءٌ، قُلْنَا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَیْسَ کُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: یُعْطِی اللّٰهُ ھٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰی مَذْقَةِ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَّاءٍ وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاہُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِی شَرْبَةً لَّا یَظْمَأُ أَبَدًا حَتّٰی یَدْخُلَ الْجَنَّةَ، وَھُوَ شَھْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَ أَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُہُ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ، وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَّمْلُوْکِهِ فِیْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ وَأَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ‘‘ (شعب الایمان للبیھقی:۳/۳۰۵، حدیث:۳۶۰۸، امام ابوحاتم اور محدث البانی وغیرہ نے اس روایت کو منکر قرار دیا ہے۔ السلسلة الضعیفة للالبانی:۲/۲۶۶، حدیث:۸۷۱)

(۲) مَنْ أَفْطَرَ یَوْمًا مِّنْ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ عِلَّةٍ وَلَا مَرَضٍ لَمْ یَقْضِهِ صِیَامُ الدَّھْرِ وَاِنْ صَامَهُ‘‘ (البخاری تعلیقا، الصوم، باب اذا جامع فی رمضان، واخرجه الاربعه)

یہ روایت امام بخاری نے تعلیقا روایت کی ہے۔ لیکن حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ اس روایت میں تین علتیں ہیں، ایک اضطراب، دوسری ابوالمطوس راوی کی جہالت اور تیسری یہ شک کہ ابوالمطوس کے باپ کا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے یا نہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے: فتح الباری، باب مذکور، کتاب العلل لابن ابی حاتم، حدیث:۶۷۴، ۷۲۰، ۷۵۰، ۷۶۷، والعلل للدارقطنی:۸/ ۲۶۶-۲۷۴)

شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی یہ روایت ضعیف ہے، چنانچہ انہوں نے اسے ضعیف ابی داؤد، ضعیف ترمذی، ضعیف ابن ماجہ اور ضعیف الجامع ہی میں نقل کیا ہے۔

۳- مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں رمضان کے روزے رکھنا، دوسری جگہوں کے مقابلے میں ہزار رمضان سے افضل ہیں۔ یہ دو روایات ہیں جو مجمع الزوائد میں ہیں اور دونوں ضعیف ہیں۔ (مجمع الزوائد، طبع جدید، بتحقیق عبداللہ محمد الدرویش:۳/ ۳۴۸-۳۴۹) نبی ﷺ کے زمانے میں دو عورتوں نے روزہ رکھا، پیاس کی شدت سے وہ سخت نڈھال ہوگئیں، نبی ﷺ کو بتلایا گیا تو آپ خاموش رہے، پھر دوپہر کو دوبارہ آپ سے عرض کیا گیا کہ وہ مرنے لگی ہیں۔ آپ نے ان دونوں عورتوں کو بلوایا اور ایک بڑا پیالہ منگوایا اور باری باری دونوں سے کہا: ’’اس پیالے میں قے کرو‘‘ تو دونوں نے خون اور پیپ کی قے کی، دونوں کی قے سے پیالہ بھر گیا۔ آپ نے فرمایا: انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں (کھانے پینے) سے تو روزہ رکھا اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے روزہ کھولتی رہیں۔ یہ آپس میں بیٹھی ہوئی لوگوں کا گوشت کھاتی، یعنی غیبت کرتی رہیں۔‘‘ (مجمع الزوائد:۳/ ۳۹۹) روزے میں غیبت وغیرہ سے تو ضرور پرہیز کرنا چاہئے۔ لیکن یہ روایت بھی صحیح نہیں ہے۔

رمضان المبارک میں فضیلت والے اعمال:

رمضان اور روزہ: رسول اللہ ﷺ سے روزے کی فضیلت متعدد احادیث سے ثابت ہے، آپ نے فرمایا: ’’اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ یَسْتَجِنُّ بِھَا الْعَبْدُ مِنَ النَّارِ‘‘ ’’روزہ ایک ڈھال ہے جس کے ذریعے سے بندہ جہنم کی آگ سے بچتا ہے۔ (مسند احمد:۳/ ۳۹۶) اور ایک دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا: ’’مَنْ صَامَ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بَعَّدَ اللّٰهُ وَجْھَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا‘‘ جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال (کی مسافت کے برابر) دور کردیتا ہے۔‘‘ (صحیح البخاری، الجهاد والسیر ،

حدیث:۲۸۴۰) علاوہ ازیں دیگر احادیث سے بھی روزوں کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔ جب نفلی روزوں کا اجر وثواب اس قدر ہے تو رمضان کے روزوں کا جو اجر وصلہ ملنا ہے، اس کا تو اندازہ ہی نہیں لگایا جاسکتا۔ اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے رمضان المبارک کے روزوں کی بابت فرمایا: ''مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَ احْتِسَابًا، غُفِرَلَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ'' ''جس نے رمضان کے روزے رکھے، ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (دکھلاوے اور ریاکاری کے لیے نہیں) تو اس کے گزشتہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں''۔ (صحیح البخاری، الصوم، باب من صام رمضان ایمانا واحتسابا ونیۃ، حدیث:۱۹۰۱، وصحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح، حدیث:۷۶۰)

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ، مُكَفِّرَاتٌ مَابَيْنَهُنَّ إِذَااجْتُنِبَ الْكَبَائِرِ'' ''پانچوں نمازیں، جمعہ سے دوسرے جمعے تک اور رمضان سے دوسرے رمضان تک، ان گناہوں کا کفارہ ہیں جو ان کے درمیان ہوں، بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔'' (صحیح مسلم، الطھارۃ، باب الصلوات الخمس والجمعه الی الجمعه۔۔، حدیث:۲۳۳)

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ صَامَ رمضانَ ثُمَّ اَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ، كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ'' ''جس نے رمضان کے (فرضی) روزے رکھے اور اس کے بعد شوال میں چھ (نفلی) روزے رکھے، وہ شخص ایسے ہے جیسے وہ ہمیشہ روزے رکھنے والا ہے''۔ (صحیح مسلم، الصیام، باب استحباب صوم ستۃ ایام من شوال۔۔۔، حدیث۱۱۶۴)

اس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کے روزے الحسنة بعشر امثالها کے تحت تین سو اور چھ روزے ساٹھ روزوں کے برابر شمار ہوں گے اور قمری سال کے تین سو ساٹھ دن ہی ہوتے ہیں۔ یوں گویا ایک مسلمان صائم الدہر (ہمیشہ روزہ رکھنے والا) شمار ہوگا۔ اس اعتبار سے شوال کے یہ چھ روزے، جن کو ''شش عیدی'' کہا جاتا ہے، نفلی ہونے کے باوجود نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ ہر مسلمان کو رمضان المبارک کے روزوں کے ساتھ یہ چھ روزے بھی رکھ لینے چاہئیں، تاکہ وہ اللہ کے ہاں صائم الدہر شمار ہو۔

قیام رمضان: رمضان المبارک کے مہینے میں ایک بہت بڑی فضیلت والا عمل قیام رمضان ہے، احادیث مبارکہ میں نبی ﷺ نے قیام رمضان کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَ احْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ'' ''جس نے ایمان کی حالت میں طلب ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کیا اس کے پہلے سارے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ (صحیح البخاری، الایمان، باب تطوع قیام رمضان من الایمان، حدیث:۳۷، وصحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح، حدیث:۷۵۹۔)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کو قیام رمضان کی ترغیب بایں طور دلاتے تھے کہ انہیں تاکیدی حکم نہیں دیتے تھے۔ ویسے قیام کی ترغیب دلاتے تھے۔ (صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح، حدیث:۷۵۹)

لہٰذا ہر مسلمان کو قیام رمضان کے لیے بھرپور سعی کرنی چاہئے۔

رمضان اور قرآن کریم: رمضان المبارک کے مہینے سے قرآن مجید کا خصوصی تعلق ہے، اسی مہینے میں قرآن مجید کا نزول ہوا، جس کی طرف پہلے اشارہ کیا جاچکا ہے، اسی لیے شاید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے مہینوں کی نسبت اس مہینے میں قرآن کریم کی تلاوت زیادہ کیا کرتے تھے۔ صحیح احادیث میں ہے کہ نبی ﷺ رمضان میں جبریل امین کو قرآن سنایا کرتے تھے اور جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال دو مرتبہ جبریل امین سے رمضان میں قرآن کا دورہ کیا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''كَانَ جِبْرِيْلُ عليه السلام يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ حتى يَنْسَلِخَ، يَعْرِضُ عليه النبيُّ ﷺ القرآنَ'' ''جبریل علیہ السلام رمضان المبارک کی ہر رات آخر ماہ تک نبی کریم ﷺ سے ملاقات کرتے تھے اور نبی کریم ﷺ انہیں قرآن مجید سناتے تھے۔ (صحیح البخاری، الصوم، باب اجود ماکان النبی ﷺ، حدیث۱۹۰۲، وصحیح مسلم، الفضائل، باب جودہ ﷺ، حدیث۲۳۰۸)

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''كَانَ يَعْرِضُ عَلَى النَّبِي صلى الله عليه وسلم القرآنَ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً، فَعَرَضَ عَلَيْهِ مَرَّتَينِ فِي العَامِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ'' ''جبریل علیہ السلام نبی ﷺ پر ہر سال ایک مرتبہ قرآن حکیم پڑھتے تھے۔ جس سال آپ ﷺ فوت ہوئے تو انہوں نے دو مرتبہ آپ پر قرآن حکیم پڑھا''۔ (صحیح البخاری، فضائل القرآن، باب کان جبریل یعرض القرآن۔۔۔، حدیث۴۹۹۸)

دیگر احادیث میں ہے کہ قرآن اور رمضان سفارش کریں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اَلصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يُشَفَّعَانِ لِلعَبْدِ يَوْمَ القِيَامَةِ'' ''روزہ اور قرآن قیامت کے دن بندے کے لیے سفارش کریں گے۔ (مسند احمد:۲/۱۷۴)

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان اور قرآن کا آپس میں انتہائی گہرا تعلق ہے، لہٰذا ہر مسلمان کو رمضان المبارک میں قرآن کریم کی تلاوت بکثرت کرنی چاہئے اور اس کے مطالب ومفاہیم کو سمجھنا چاہئے۔ اَللّٰهُمَّ! وَفِّقْنَا لِتِلَاوَةِ القُرآنِ الْكَرِيْمِ۔

کثرت دعا: قرآن مجید میں اللہ نے رمضان المبارک کے احکام ومسائل کے درمیان دعا کی ترغیب بیان فرمائی ہے: ''وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ، أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ'' (البقرہ:۱۸۶)

''اور (اے نبی!) جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں تو بے شک میں قریب ہوں، میں دعا کرنے والوں کی دعا قبول کرتا ہوں، جب بھی وہ مجھ سے دعا کریں، پس چاہئے کہ وہ بھی میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں''۔

اس سے علماء اور مفسرین نے استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی منشا اس انداز بیان سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ رمضان المبارک میں دعاؤں کا بھی خصوصی اہتمام کیا جائے، اس لیے اس مہینے میں دعائیں بھی خوب کی جائیں، خصوصا افطاری کے وقت اور رات کے آخری پہر میں۔

رمضان المبارک اور عمرہ: عمرہ کرنے کی سعادت سال کے بارہ مہینوں میں حاصل کی جاسکتی ہے لیکن حج صرف ذوالحجہ کے مہینے ہی میں ادا کیا جاسکتا ہے، اس لیے آدمی جب چاہے عمرہ کرسکتا ہے لیکن رمضان المبارک میں عمرے کی سعادت حاصل کرنا حج کے اجر وثواب کے برابر ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری عورت سے فرمایا:

مَا مَنَعَكِ أَنْ تَحُجِّي مَعَنَا؟ قَالَتْ: كَانَ لَنَا نَاضِحٌ فَرَكِبَهُ أَبُو فُلَانٍ وَابْنُهُ، لِزَوْجِهَا وَابْنِهَا وَتَرَكَ نَاضِحًا نَنْضَحُ عَلَيْهِ، قَالَ: فَإِذَا كَانَ رَمَضَانُ اعْتَمِرِي فِيهِ، فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ حَجَّةٌ "(صحيح البخاري، العمرة، باب عمرة في رمضان، حديث:۱۷۸۲)

''ہمارے ساتھ حج کرنے سے تجھے کون سی چیز مانع ہے؟ اس نے کہا: ہمارے پاس پانی لانے والا ایک اونٹ تھا، اس پر فلاں کا باپ اور اس کا بیٹا، یعنی میرا خاوند اور بیٹا حج کرنے چلے گئے ہیں اور ایک اونٹ چھوڑ گئے ہیں جس پر ہم پانی لاد کر لاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب رمضان المبارک ہو تو عمرہ کرلینا اس لیے کہ رمضان میں عمرہ کرنا (ثواب کے اعتبار سے) حج کے برابر ہے۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

''فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً أَوْ حَجَّةً مَعِي '' بلاشبہ رمضان المبارک میں عمرہ کرنا حج کے یا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔'' (صحيح البخاري، جزاء الصيد، باب حج النساء، حديث:۱۸۶۳)

لہٰذا انسان کو رمضان المبارک میں دوسری نیکیوں میں رغبت کے ساتھ عمرے کی سعادت حاصل کرنے کی بھی کوشش کرنی چاہیے۔

رمضان المبارک اور صدقہ وخیرات: رمضان المباک نیکیوں کا موسم بہار ہے، لہٰذا اس مہینے میں انسان کو ہر قسم کی نیکیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی کوشش کرنی چاہئے اور خاص طور پر دوسروں پر خرچ کرنے میں سبقت کرنی چاہئے، اس مبارک مہینے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل بھی ہمارے لیے اسوہ حسنہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

"كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ، وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ، حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ --- فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ "۔(صحيح البخاري، الصوم، باب اجود ماكان النبي ﷺ يكون في رمضان، حديث:۱۹۰۲، وصحيح مسلم، الفضائل، باب جوده ﷺ، حديث:۲۳۰۸)

''نبی مکرم ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور سب سے زیادہ سخی آپ ﷺ اس وقت ہوتے تھے جب رمضان المبارک میں آپ ﷺ سے جبریل علیہ السلام کی ملاقات ہوتی۔۔۔ اس وقت رسول مکرم ﷺ تیز چلتی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے۔

لہٰذا ہمیں بھی رمضان المبارک میں کثرت سے صدقہ وخیرات کا اہتمام کرنا چاہیے۔

روزے افطار کروانا: اس مہینے میں روزے افطار کروانا بہت بڑی فضیلت اور اجر وثواب کا کام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئًا ''۔(جامع الترمذي، الصوم، باب ماجاء في فضل من فطر صائما، حديث:۸۰۷)

'' جس نے کسی روزے دار کا روزہ کھلوایا، تو اس کو بھی روزے دار کی مثل اجر ملے گا، بغیر اس کے کہ اللہ تعالیٰ روزے دار کے اجر میں کوئی کمی کرے''۔

اعتکاف اور رمضان: رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف بھی سنت ہے۔ اعتکاف کے لغوی معنی ٹھہرنا اور کسی چیز پر جم کر بیٹھ جانا ہے۔ اصطلاح میں دنیاوی مصروفیات چھوڑ کر عبادت کی غرض سے مسجد میں ٹھہرنا اعتکاف کہلاتا ہے۔ اعتکاف سال میں کسی بھی وقت ہوسکتا ہے لیکن افضل رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف ہے، اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرے کا اعتکاف پابندی سے کرتے رہے، حتی کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے جاملے، یعنی آخری عشرے کا اعتکاف سنت موکدہ ہے۔ سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

" إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ تَعَالَى، ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ "۔(صحيح البخاري، الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الاواخر، حديث:۲۰۲۶، وصحيح مسلم، الاعتكاف، باب اعتكاف العشر الاواخر من رمضان، حديث:۱۱۷۲)

''نبی ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فوت کردیا، پھر آپ کے بعد آپ ﷺ کی بیویاں اعتکاف کرتی تھیں'' مرد کی طرح عورت بھی اعتکاف کرسکتی ہے۔ مگر عورت بھی مسجد میں اعتکاف کرے گی۔ عورت کا گھر میں اعتکاف کرنا کسی طور پر جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ'' (البقرۃ:۱۸۷) اور تم مسجدوں میں اعتکاف کرنے والے ہو۔''

معتکف کے لیے مسلمان ہونا، حیض ونفاس اور جنابت سے پاک ہونا، اعتکاف کی نیت کرنا اور مسجد کا ہونا ضروری ہے۔ نیت صرف دل کے ارادے کا نام ہے۔ اس کے لیے کوئی مخصوص الفاظ احادیث میں نہیں ملتے۔

لیلۃ القدر کی تلاش: لیلۃ القدر جو رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک ہے۔ اس کی تلاش کے لیے ذکر وعبادت میں مصروف رہ کر راتیں گزارنا بھی بڑی فضیلت والا عمل ہے، حدیث میں ہے: '' جس نے شب قدر میں قیام کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کردئے جائیں گے''۔(صحیح البخاری، فضل لیلۃ القدر، باب:۱، حدیث:۲۰۱۴)

صدقہ فطر: رمضان کے روزوں کے اختتام پر صدقہ فطر دینا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ یہ روزوں کے دوران میں ہونے والی کمی، کوتاہی یا لغزش کے ازالے اور ناداروں اور حاجت مندوں کو سامان خور ونوش فراہم کرنے کے لیے فرض کیا گیا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

"فَرَضَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ زکاۃَ الفطرِ طُھرۃً لِلصَّائِمِ مِنَ اللغوِ والرَّفَثِ وطُعْمَۃً لِلمَسَاکِینِ" (سنن ابن ماجہ،الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر،حدیث:۱۸۲۷)

"رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر روزے دار کو لغو اور بے ہودہ باتوں سے پاک کرنے کے لیے اور مساکین کے کھانے کا انتظام کرنے کے لیے فرض قرار دیا ہے۔"

صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے، چاہے وہ بڑا ہے یا چھوٹا، مرد ہے یا عورت، آزاد ہے یا غلام۔اس کی مقدار ایک صاع (تقریباً ڈھائی کلو) ہے اور اس کی ادائیگی نماز عید کے لیے نکلنے سے پہلے ہونی چاہئے۔

امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"فَرَضَ رسولُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم زکاۃَ الفطرِ صَاعاً مِنْ تمرٍ اَوْصَاعاً مِنْ شَعِیرٍ علی العبدِ والحُرِّ، والذَّکَرِ والأُنثٰی، وَالصَّغِیرِ والکَبِیرِ مِن المُسْلمِینَ، وَامَرَبِھا اَنْ تُوَدّٰی قبلَ خُروجِ النَّاسِ اِلَی الصَّلَاۃِ"۔ (صحیح البخاری: الزکاۃ، باب فرض صدقۃ الفطر،حدیث:۱۵۰۳، وصحیح مسلم: الزکاۃ، باب زکاۃ الفطر علی المسلمین، حدیث:۹۸۴)

"رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر فرض قرار دیا ہے جو ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو ہے یہ مسلمانوں میں سے غلام، آزاد، مرد، عورت، چھوٹے اور بڑے سب پر فرض ہے اور آپ ﷺ نے حکم دیا کہ لوگوں کے نماز عید کی طرف نکلنے سے پہلے اسے ادا کیا جائے۔

نماز عید سے چند دن پہلے بھی صدقہ فطر کی ادائیگی ہوسکتی ہے۔عید الفطر کے بعد والی ادائیگی صدقہ فطر نہیں ہوگی، عام صدقہ ہوگا۔صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے:" وَکَانُوا یُعْطُونَ قَبْلَ الفِطْرِ بِیَوْمٍ اَوْ یَوْمَیْنِ """صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز عید الفطر سے ایک دو یوم پہلے صدقہ فطر دے دیتے تھے"۔(صحیح البخاری: الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر۔۔،حدیث:۱۵۱۱)

☆ رمضان المبارک کے چند امور محدثات:

عبادات میں خلوت اور تنہائی پسندیدہ امر ہے، جیسے نماز ہے، دعا ہے، ذکر اذکار اور توبہ واستغفار ہے، وغیرہ سوائے ان صورتوں کے جن میں اجتماعیت منصوص ہے، جیسے فرض نمازوں کو باجماعت پڑھنے کی تاکید، جمعے کی فرضیت، عیدین کی نماز، صلاۃِ استسقاو صلاۃِ کسوف وغیرہ ہے۔

لیکن قومی مزاج میں میلوں ٹھیلوں سے شغف، کھانوں کا شوق اور ہاؤ ہو کا جذبہ جس طرح رچ بس گیا ہے، اس نے ان عبادات کو بھی اجتماعیت کا رنگ دے دیا ہے جن میں انفرادیت اور خلوت محبوب ہے۔ان میں سے رمضان المبارک میں فروغ پذیر چند عبادات کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے جن میں بدعات یا غلو کی آمیزش روز افزوں ہے۔

شب قدر میں مواعظ وتقاریر کا سلسلہ:

شبِ قدر کی جو فضیلت ہے، اسے حاصل کرنے کے لیے اس رات بیدار رہ کر ذکر کرنے کا یہ سلسلہ بڑھتا جا رہا ہے کہ تراویح کے بعد سے لے کر سحری کے وقت تک مختلف علمائے کرام کے مواعظ وخطبات ہوتے ہیں اور پھر سحری کا بھی وہیں انتظام ہوتا ہے۔اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قرآن مجید وحدیث کی محفلیں "محفل ذکر" ہیں۔اس اعتبار سے اس طریقہ ذکر کو ذکر سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ شب قدر میں ذکر کا یہ طریقہ مسنون ہے؟ اسلاف (صحابہ وتابعین) میں سے کسی نے یہ طریقہ اختیار کیا؟ جواب یقیناً نفی میں ہے کیونکہ شب قدر میں نبی ﷺ نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ نہ صحابہ وتابعین میں سے کسی نے، اس لیے شب قدر میں یکسوئی سے عبادت اور ذکر الٰہی ہی کا طریقہ مستحسن اور پسندیدہ ہوگا جو عہد رسالت مآب ﷺ سمیت خیر القرون میں رہا۔اور وہ طریقہ کیا ہے؟ انفرادی طور پر شب بیداری اور پھر ذکر و عبادت۔جس میں قیام اللیل (نفلی نماز) دعا ومناجات، توبہ واستغفار اور تلاوت قرآن وغیرہ کا اہتمام ہو۔اس کے لیے ضروری نہیں ہے کہ ساری رات بیدار رہا جائے کیونکہ ایسا کرنا انسانی عادات کے خلاف ہے اور کسی انسان کے لیے سخت مشقت کے بغیر ایسا کرنا ممکن نہیں ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:"لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا"،"اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے بڑھ کر مکلّف نہیں ٹھہراتا"۔(البقرہ:۲۸۶)

بنابریں ایک شخص جتنا وقت آسانی سے جاگ کر لیلۃ القدر میں اللہ کی عبادت کرسکتا ہے، اتنی عبادت کرنے سے امید ہے کہ اسے شب قدر کی فضیلت حاصل ہو جائے گی، اس سے لوگوں کو ساری رات بیدار رکھنے کے لیے وعظ وتقریر کا یہ سلسلہ غیر مستحسن ہے۔اس سے لوگوں میں نہ عبادت کا ذوق پیدا ہوتا ہے اور نہ شب خیزی اور نہ اللہ سے لو لگانے کا جذبہ۔جب کہ شب قدر کو مخفی رکھنے اور اس میں عبادت کی ترغیب دینے سے یہی مقصد معلوم ہوتا ہے۔

ختم قرآن پر شیرینی کی تقسیم، چراغاں اور لمبی لمبی دعائوں کا اہتمام: ختم قرآن پر شیرینی وغیرہ کی تقسیم کا جواز، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک قول سے ماخوذ ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ سورہ بقرہ کے اختتام پر خوشی اور شکرانے کے طور پر ایک اونٹنی ذبح کر کے تقسیم کی تھی۔لیکن اس موقع پر جو شور شرابہ اور غل غپاڑہ بعض مسجدوں میں دیکھنے میں آتا ہے، وہ مسجد کے آداب کے خلاف ہے۔شرینی کی تقسیم اس طرح کی جائے کہ مذکورہ خرابی پیدا نہ ہو۔اسی طرح کسی مسجد میں شیرینی وغیرہ تقسیم نہ ہو تو اس پر ناک بھوں نہ چڑھایا جائے کیونکہ شیرینی کی تقسیم فرض و واجب نہیں حتی کہ سنت و مستحب بھی نہیں بلکہ صرف جواز ہے، اس لیے اسے فرض و واجب کا درجہ دے دینا غیر مستحسن امر ہے۔

اسی طرح ختم قرآن پر مسجدوں میں چراغاں اور آتشی جھنڈیوں وغیرہ کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے، یہ بھی شرعاً ناپسندیدہ امر ہے، اس لیے کہ ضرورت سے زیادہ مسجد میں روشنی کا انتظام کرنے میں غیروں سے مشابہت کا شائبہ ہے۔

ختم قرآن پر خصوصی طور پر دعاؤں کا اہتمام بھی غور طلب معاملہ ہے۔اس طرح کی اجتماعی دعا نبی ﷺ سے تو ثابت نہیں۔علاوہ ازیں دعا میں اخفا (پوشیدگی) مستحن ہے۔"اُدْعُوا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْیَۃً """پکارو اپنے رب کو گڑا گڑا کر اور چپکے چپکے"۔(الاعراف:۵۵)

مروجہ اجتماعی دعا میں یہ اخفا (پوشیدگی) نہیں بلکہ اجہار (بلند آوازی) ہے۔ حرمین شریفین (مسجد نبوی اور خانہ کعبہ) میں بھی ختم قرآن پر جس طرح لمبی لمبی اور مسجع قافیوں میں دعائیں کی جاتی ہیں، خود بعض سعودی علماء بھی اس پر نکیر کرتے ہیں، اس

لیے ختم قرآن پر لمبی لمبی دعاؤں کا اہتمام بھی نظر ثانی کا محتاج ہے۔

دعائے قنوتِ وتر کے ساتھ قنوت نازلہ؟

رمضان المبارک میں ایک اور رواج عام ہوتا جارہا ہے اور وہ یہ کہ بڑی مساجد میں دعائے قنوت وتر کے ساتھ دعائے قنوتِ نازلہ بھی روزانہ پڑھی جاتی ہے۔حرمین شریفین (مسجد نبوی اور مسجد حرام) میں بھی بالعموم ایسا ہوتا ہے۔غالباً اس کی دیکھا دیکھی یہاں بھی بعض مساجد میں اس کا اہتمام ہونے لگا ہے۔لیکن ظاہر بات ہے کہ یہ رواج بھی سلف صالحین کے طریقے کے خلاف ہے۔محض حرمین میں اس کا ہونا اس کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتا،اس کے لیے شرعی دلیل کی ضرورت ہے۔احادیث میں فرض نمازوں میں تو دعائے قنوت نازلہ کا ثبوت موجود ہے، نبیﷺ نے ایک موقع پر مسلسل ایک مہینے پانچوں نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھی ہے،اس لیے فرض نمازوں میں تو اس کا جواز مسلمہ ہے لیکن وتروں میں اس کا جواز محل نظر ہے۔بنابریں ہمارے خیال میں اس رجحان کی بھی حوصلہ شکنی ہونی چاہئے نہ کہ حوصلہ افزائی۔بعض لوگ اس کے لیے صحیح ابن خزیمہ کی ایک روایت سے استدلال کرتے ہیں جس میں ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے جماعت تراویح کا اہتمام شروع ہوا تو (آخری) نصف رمضان میں وہ قنوت نازلہ پڑھتے تھے۔(حدیث:۱۱۰۰) یہ البتہ عہد صحابہ کی ایک نظیر ہے جس پر عمل کی گنجائش ہے۔لیکن اس کے لیے مناسب طریقہ یہ لگتا ہے کہ اس میں قنوت نازلہ سے تجاوز نہ کیا جائے ، یعنی اس کو کافروں کے لیے بد دعا، مسلمانوں کی مغفرت اور ان کی فتح ونصرت کی دعا ہی تک محدود رکھا جائے،اس میں دیگر تمام دعاؤں کو شامل کرکے زیادہ سے زیادہ لمبا نہ کیا جائے۔بلکہ بہتر یہ ہے کہ اگر اس کی ضرورت سمجھی جائے تو عشاء یا فجر کے فرضوں میں اس کا اہتمام کیا جائے جو حدیث کے مطابق ہوگا اور زیادہ صحیح ہوگا۔

شبینہ کا اہتمام: رمضان المبارک کے آخری عشرے میں، بالخصوص اس کی طاق راتوں میں شبینے کا اہتمام بھی عام ہے۔اس میں بعض جگہ تو ایک ہی حافظ صاحب ہوتے ہیں جو ایک ایک رات میں دس دس اس سے کم وبیش پارے پڑھتے ہیں،اس طرح زیادہ سے زیادہ تین راتوں میں قرآن مجید ختم کر دیا جاتا ہے۔ان صاحب کی رفتار بالعموم اتنی تیز اور الفاظ وحروف کی ادائیگی ایسی ہوتی ہے کہ یَعْلَمُونَ، تَعْلَمُونَ کے علاوہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ظاہر بات ہے کہ اس طرح قرآن کا پڑھنا سننا باعث اجر نہیں بلکہ موجب عتاب ہی ہوسکتا ہے۔

بعض جگہ مختلف حفاظ ہوتے ہیں جو ایک ایک یا دو دو پارے پڑھتے ہیں،ان کی قراءت میں قدرے ٹھہراؤ اور سکون ہوتا ہے،اس لیے ان کا انداز قراءت تو بالعموم قابل اعتراض نہیں ہوتا لیکن اس طرح اجتماعی طور پر شبینوں کا اہتمام ہمیں صحابہ و تابعین کے دور میں نہیں ملتا۔گویا یہ بھی انفرادی عبادت ہے۔ایک شخص قیام اللیل میں جتنی لمبی قراءت کرنا چاہے کرسکتا ہے، مستحسن اور مسنون امر ہے۔یا ویسے ہی زیادہ سے زیادہ قرآن پڑھنا ہے (بشرطیکہ تجوید اور حسن صورت کا خیال رکھتا ہے) تو یہ بھی مستحسن ہے۔لیکن شبینے کی صورت میں قرآن خوانی کا طریقہ سلف سے ثابت نہیں،اس لیے اس سے بھی اجتناب کی ضرورت ہے۔

سہ روزہ یا پانچ روزہ تراویح: چند سالوں سے جلد سے جلد قرآن مجید ختم کرنے کا ایک اور سلسلہ شروع ہوا ہے جو ہر جگہ میں عام ہوتا جارہا ہے اور وہ یہ کہ تراویح میں پورے مہینے کی بجائے چند روز میں قرآن مجید ختم کرنا۔اس میں لوگ چند روز (تین یا پانچ دن) میں پورا قرآن مجید سن کر رمضان المبارک کے باقی ایام میں غالباً کاروبار کے لیے فارغ ہوجاتے ہیں۔اس میں ایک ہی حافظ صاحب ہوتے ہیں اور وہ 20 رکعتوں میں ۱۰ یا 8 پارے پڑھتے ہیں،اس لیے نہ قراءت صحیح ہوتی ہے نہ رکوع وسجود ہی۔سب کچھ تو چل میں آیا، کے انداز میں ہوتا ہے۔اس طرح قرآن کا بھی حلیہ بگاڑا جاتا ہے اور نماز کا بھی۔اللہ تعالیٰ ایسے اماموں اور مقتدیوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔

باجماعت نماز تسبیح کا اہتمام؟ رمضان المبارک میں باجماعت نماز تسبیح کا بھی بڑا رواج ہے حتی کہ عورتوں میں بھی یہ سلسلہ عام ہے۔نماز تسبیح نفلی نماز ہے اور نماز تہجد، جو نفلی نماز ہے، ایک دفعہ گھر میں موجود ایک شخص کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کے ساتھ پڑھی ہے۔اسی طرح ایک اور موقع پر ایک گھر میں بھی برائے حصول برکت گھر میں موجود افراد خانہ کے ساتھ باجماعت دو رکعت نفل آپ نے ادا فرمائے ہیں۔یہ سب اتفاقی واقعات ہیں،ان سے خصوصی اہتمام کرکے نفلی نماز کی جماعت کا اثبات نہیں ہوسکتا جیسا کہ نماز تسبیح کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے۔بنابریں ہمارے خیال میں یہ ایک نفلی نماز ہے،اس کو انفرادی طور پر پڑھنا صحیح ہے۔واللہ اعلم

قضائے عمری کی نماز پڑھنا جائز نہیں:

رمضان المبارک کے آخری جمعہ (جمعۃ الوداع) کے دن بعض غیر مشروع چیزیں عوام میں اکثر مروج ہیں،ان میں سے ایک ''نماز قضائے عمری'' بھی ہے جس کی فضیلت کے بارے میں بریلوی آرگن ''رضائے مصطفیٰ'' گوجرانوالہ کی ایک اشاعت میں لکھا گیا ہے:

(ا) ''جس شخص کی فرض نمازیں قضا ہوگئی ہوں، اگر وہ اپنے اس فعل پر نادم و شرمندہ ہوکر توبہ کرے اور قضا شدہ نمازوں کو پڑھ لے اور پھر قضائے عمری کے نوافل پڑھے تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے قضائے عمری کی وجہ سے اس کی نمازیں قضا ہونے اور ان میں تاخیر ہونے کا جو گناہ ہوا تھا وہ گناہ معاف بلکہ نیکی میں تبدیل ہوجائے گا۔

نوافل قضائے عمری کی ترکیب یہ ہے کہ جمعہ (جمعۃ الوداع) کے دن ظہر وعصر کے درمیان بارہ رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ، آیت الکرسی، قل ھو اللہ احد اور سورہ فلق وسورہ ناس ایک ایک بار پڑھے۔

(ب) جس کی نمازیں قضا ہوگئی ہوں اسے چاہئے کہ پیر کی رات کو پچاس رکعت نفل پڑھے اور فارغ ہوکر رسول اللہﷺ پر ایک سو بار درود شریف پڑھے،اس سے خدا تعالیٰ ان سب نمازوں کی (قضا کے گناہ) کا کفارہ ادا کردے گا۔اگرچہ سو برس کی کیوں نہ ہوں۔(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ، گوجرانوالہ، شمارہ رمضان وشوال ۱۴۰۱ھ، ص ۹)

مذکورہ اقتباس کی وضاحت: اقتباس بالا میں قضائے عمری کی جو ''فضیلت اور اجر وثواب'' بیان کیا گیا ہے وہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔اس سلسلے میں جو روایات بیان کی جاتی ہیں خود حنفی علماء نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ

موضوع (من گھڑت) ہیں اور من گھڑت احادیث سے نہ کوئی مسئلہ ثابت ہوتا ہے اور نہ کوئی اجروثواب، چنانچہ مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں:

”حَدِیْثُ مَنْ قَضٰی صَلَوَاتٍ مِنَ الفَرَائِضِ فِیْ آخِرِ جُمُعَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ کَانَ ذٰلِكَ جَابِرًا لِکُلِّ صَلٰوةٍ فَائِتَةٍ فِیْ عُمْرِهِ الی سَبْعِینَ سَنَةً، قَالَ عَلِیٌّ القَارِیُ فِی مَوْضُوعَاتِهِ الصُّغْریٰ وَالْکُبریٰ: بَاطِلٌ قَطعًا لِاَنَّهٗ مُنَاقِضٌ لِلاِجْمَاعِ علی اَنَّ شیئًا مِّنَ العِبَادَاتِ لَا یَقُومُ مَقَامَ فَائِتَةِ سَنَوَاتٍ، ثُمَّ لَا عِبْرَةَ بِنَقْلِ صَاحِبِ النِّهَایَةِ وَلَا بَقِیَّةِ شُرَّاحِ الْهِدَایَةِ لِاَنَّهُمْ لَیْسُوا مِنَ الْمُحَدِّثِینِ وَلَا اَسْنَدُوا الْحَدِیْثَ اِلٰی اَحَدٍ مِنَ الْمُخَرِّجِیْنَ انْتَهٰی ۔ وَذَکَرَهُ الشَّوْکَانِیُّ فِی الفَوَائِدِ الْمَجْمُوعَةِ فِی الاَحَادِیْثِ الْمَوْضُوعَةِ بِلفْظِ مَنْ صَلّٰی فِیْ آخِرِ جُمُعَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ الخَمْسِ الصَّلواتِ المَفْرُوضَةِ فِی الْیَوْمِ واللَّیْلَةِ قَضَتْ عَنْهُ مَا اَخَلَّ بِهِ مِنْ صَلٰوةِ سَنَةٍ وَقَالَ: هٰذَا مَوْضُوعٌ بِلَاشَكٍّ وَلَمْ اَجِدْهُ فِی شَئٍ مِّنَ الکُتُبِ الَّتِی جَمَعَ مُصَنِّفُوهَا فِیهَا الاَحَادِیثَ الْمَوْضُوعَةَ وَلٰکِنِ اشْتَهَرَ عِنْدَ جَمَاعَةٍ مِّنَ الْمُتَفَقِّهَةِ بِمَدِیْنَةِ صَنْعَاءَ فی عَصْرِنَا هٰذَا وَصَارَ کَثِیرٌ مِنْهُمْ یَفْعَلُونَ ذٰلِكَ وَلَا اَدْرِیْ مَنْ وَّضَعَ لَهُمْ، فَقَبَّحَ اللّٰهُ الْکَذَّابِینَ ۔ وقَالَ العَلَّامَةُ الدِّهْلَوِیُّ فِی رِسَالَتِه العُجَالَةِ النَّافِعَةِ عِندَ ذِکْرِ قَرائِنِ الوَضْعِ: الخَامِسُ اَنْ یَّکُونَ مُخَالِفًا لِمُقْتَضَی العَقْلِ وَتُکَذِّبُهُ القَوَاعِدُ الشَّرعِیَّةُ مِثْلُ القَضَاءِ العُمْرِیِّ وَنَحْوِ ذٰلِكَ انتهٰی مُعَرَّبًا---“

خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ قضائے عمری والی روایت بالکل باطل ہے اور اجماع کے بھی مخالف ہے کیونکہ کوئی عبادت بھی کئی سالوں کی فوت شدہ نمازوں کے قائم مقام نہیں ہوسکتی۔

جن فقہاء (صاحب نہایہ اور دیگر شارحین ہدایہ) نے یہ روایت نقل کی ہے، ان کا کوئی اعتبار نہیں، اس لیے کہ ایک تو وہ خود محدث نہیں، دوسرا انہوں نے کسی امام و محدث کا حوالہ نہیں دیا جس نے اپنی کسی کتاب میں اس حدیث کی تخریج کی ہو۔

ملا علی قاری حنفی، مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور امام شوکانی رحمہم اللہ وغیرہم نے بھی اس حدیث کو من گھڑت قرار دیا ہے۔(الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة اور مجموعة امام الکلام، ص:۳۱۵ طبع لکھنو)

علاوہ ازیں مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے جمعۃ الوداع کی بدعات کے رد میں ایک خاص رسالہ ”ردالاخوان عن محدث آخر جمعۃ رمضان“ لکھا ہے جو مجموعہ الرسائل الخمس میں شامل ہے، اس میں بڑی تفصیل سے عقلی ونقلی دلائل کی روشنی میں نوافل قضائے عمری کا باطل ہونا ثابت کیا ہے، اس رسالے میں بحث کے آخر میں لکھتے ہیں: ”وَخُلاصَةُ المرامِ فی هٰذا الْمَقَامِ اَنَّ الرِّوَایَاتِ فی قَضَاءِ العُمْرِیِّ مَکْذُوبَةٌ وَمَوضُوعَةٌ وَالِاهتمامُ بِه مَعَ اعتِقَادِ تَکْفِیرِ مَا مَضٰی بدعَةٌ بَاطِلَةٌ“۔

”خلاصہ بحث یہ ہے کہ قضائے عمری سے متعلق روایات جھوٹی من گھڑت ہیں اور پچھلے گناہوں کے کفارے کی نیت سے اس کا اہتمام کرنا ایک بدعت باطلہ ہے۔ (مجموعۃ الرسائل الخمس ،ص ۶۱، طبع لکھنو ۱۳۳۷ھ)

مولانا لکھنوی مرحوم نے ملا علی قاری حنفی کی جو عبارت نقل کی ہے وہ ان کی دونوں کتابوں (جن میں موضوع احادیث کو جمع کیا گیا ہے) میں موجود ہے۔ پہلی کتاب الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة ہے (جو موضوعات کبیر کے نام سے مشہور ہے) مذکورہ عبارت اس کے صفحہ ۳۵۶ (طبع بیروت ۱۹۷۱ء) میں ہے اور دوسری کتاب المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع ہے (جو موضوعات صغریٰ کے نام سے مشہور ہے) اس کے صفحہ ۱۹۱ (طبع بیروت ۱۹۷۸ء) پر حدیث قضائے عمری کو باطل اور موضوع بتلایا گیا ہے، اسی طرح امام شوکانی رحمہ اللہ کی جس عبارت کا حوالہ مولانا لکھنوی کی عبارت میں آیا ہے وہ قاضی شوکانی کی کتاب ”الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعة“ (طبع مصر ۱۹۶۰ء) کے صفحہ ۵۴ پر موجود ہے۔

بہرحال خود حنفی علمائے کرام کی صراحت کے مطابق حدیث قضائے عمری بالکل بے اصل اور من گھڑت ہے۔ اس پر عمل بدعت کے دائرے میں آئے گا جو حسب فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم: ”مَنْ اَحْدَثَ فی اَمْرِنَا هٰذا مَالَیْسَ فِیهِ فَهُو رَدٌّ“ مردود اور موجب گناہ ہے۔

عید کارڈ ایک تاریخی وضاحت:

عید کے موقع پر ”عید کارڈ“ ایک دوسرے کو بھیجنے کا بھی بڑا رواج ہے۔ یہ رسم بھی اصلاح طلب ہے، اس میں متعدد قباحتیں پائی جاتی ہیں۔

۱- یہ سراسر فضول خرچی ہے جو قرآن کریم کی رو سے شیطان کے بھائی بندوں کا کام ہے۔

۲- اس میں غیروں کی مشابہت ہے۔ عید کارڈ انگریزوں کے کرسمس کارڈ کی نقل ہے۔

۳- اس کو مسلمانوں میں پھیلانے میں بنیادی کردار بھی انگریزوں ہی کا ہے۔ اس کے لیے ذیل کا ایک تاریخی حوالہ پیش خدمت ہے۔

انگریز نے یہ رسم کس طرح شروع کی؟ اس کے بنیادی کردار کا اعترافِ جرم ملاحظہ فرمائیں:

کراچی کے اخبار روز نامہ ”نئی روشنی“ کے مالک و مدیر جی اے چوہدری کے والد احمد بخش چوہدری کہتے ہیں:

”مجھے اعتراف ہے کہ ایک دور تھا جب میں کسی مجبوری کے تحت حکومت برطانیہ کا آلہ کار تھا، میں برصغیر میں انگریزوں کے مفادات کے لیے مختلف کام انجام دیتا تھا، اس کے عوض مجھے معاشی سہولتوں کے علاوہ دیگر مراعات بھی حاصل تھیں، جیسے ہی پہلی جنگ عظیم ختم ہوئی مجھے محکمہ داخلہ کے انگریز سیکریٹری نے عید کارڈ دکھائے جو بطور خاص انگلینڈ سے چھپ کر آئے تھے، ان پر خانہ کعبہ، مسجد نبوی، کلمہ طیبہ اور براق وغیرہ کی خوب صورت رنگین تصویریں تھیں، مجھے کہا گیا کہ یہ تمام عید کارڈ ایک دھیلے میں فروخت کرنا ہوں گے، بعد ازاں حکومت برطانیہ مجھے ہر فروخت شدہ کارڈ کے عوض ایک (دو پیسے) دے گی، بشرطیکہ میں ۵ ہزار عید کارڈ فروخت کروں۔ مجھے سختی سے تنبیہ کی گئی کہ میں کسی کو بھی کوئی عید کارڈ بلا قیمت نہ دوں، ورنہ میرے حق میں اچھا نہ ہوگا، حکومت کا خصوصی کارندہ ہونے کی بنا پر مجھے پورے برصغیر میں ٹرین پر مفت سفر کی سہولت تھی، میں نے مزید تین افراد کے لیے

بھی مفت سفر کی سہولت حاصل کر لی، اب مجھے کارڈ فروخت کرنے پر ایک دھیلہ ملنا تھا، سفر مفت تھا، یعنی ''چپڑی اور وہ بھی دو دو''۔

رمضان المبارک کے دوران، میں اور میرے یہ تینوں ساتھی دہلی سے کلکتہ تک سفر کے لیے نکل گئے اور ہر بڑے اسٹیشن پر اتر کر کتابوں اور اسٹیشنری کی دکانوں پر جا کر عید کارڈ فروخت کیے اور ایک ماہ سے بھی کم عرصے میں پانچ ہزار سے کچھ زائد عید کارڈ فروخت کر دیے، جس کا گوشوارہ محکمہ داخلہ کو دے کر واجبات وصول کر لیے گئے۔

بقرعید کی آمد سے ایک ماہ پہلے ہم پھر مہم پر نکلے، اس مرتبہ ہم نے کراچی سے راس کماری تک عید کارڈ فروخت کیے، اگلے برس محکمہ داخلہ نے بیس ہزار عید کارڈ دیے، اس دفعہ مذہبی تصاویر کے ساتھ ایسے کارڈ بھی دیے گئے جن پر خوب صورت بچوں، پھلوں اور پھولوں کی تصویریں تھیں، ان بچوں کو عربی لباس پہنائے گئے تھے، حالانکہ وہ شکل وصورت سے انگریز بچے ہی لگتے تھے، یہ بھی بہ آسانی فروخت ہو گئے۔

تیسرے برس جو کارڈ ملے ان میں بچوں اور بچیوں کے لباس مختصر اور جدید فیشن کے مطابق کر دیے گئے، چوتھے برس ہم نے پچاس ہزار سے زائد کارڈ فروخت کیے۔ یوں ہم نے اچھی خاصی دولت کمائی۔ جب ہم حساب کرنے لگے تو سیکریڑی صاحب نے رقم ادا کرنے کے بعد کہا کہ آئندہ کوئی کارڈ نہیں ملے گا، اگر اس سلسلے کو جاری رکھنا چاہو تو خود چھپوالو، اگلے رمضان سے پہلے ہی پورے برصغیر کے کتب فروشوں کے خطوط اور آرڈر موصول ہونے لگے، اب ہم مالی لحاظ سے اس قابل ہو گئے کہ اس کاروبار کو خود جاری رکھ سکتے تھے، ہم نے مختلف چھاپہ خانوں سے عید کارڈ چھپوائے، اگر چہ ان عید کارڈوں کی چھپائی انگلینڈ کے معیار کی نہیں تھی، تاہم پھر بھی اچھی خاصی تعداد میں نکاسی ہو گئی۔ اس کے بعد یہ سلسلہ چل نکلا اور بے شمار چھاپہ خانوں نے عید کارڈ چھاپنے شروع کر دیے، یوں یہ منافع بخش کاروبار، وبا کی طرح پورے ملک میں پھیل گیا''۔

چوہدری صاحب نے ایک سرد آہ بھر کر کہا:

''مجھے کافی عرصہ کے بعد احساس ہوا کہ سرکار برطانیہ نے ایک بے حد مذموم مقصد کے لیے مجھے آلہ کار بنایا ہے۔ میں نادم ہوں کہ میں نے ایک بری رسم کا آغاز کیا، جو سراسر اسراف بے جا ہے، آج عید کارڈوں کی وجہ سے کروڑوں مسلمان کئی کروڑ روپے اس قبیح رسم پر ضائع کر دیتے ہیں، آج جب میں دیکھتا ہوں کہ عید کارڈوں پر نیم عریاں تصاویر شائع ہو رہی ہیں، تو میں شرم سے پانی پانی ہو جاتا ہوں کہ اس فحاشی کا آغاز میرے ہاتھوں ہوا، میں نے سرکار برطانیہ کے لیے بڑے بڑے کام کیے، لیکن عید کارڈ کی رسم بد سے بڑا اور قوم دشمن کام کوئی نہیں کیا، یہ گناہ عظیم ہے، آپ سب میری بخشش کے لیے دعا کریں اور یہ بھی کوشش کریں کہ زندگی کے کسی بھی مرحلے پر میری طرح ملت فروشی کے فعل قبیح میں ملوث نہ ہوں''۔

یہ واقعہ چوہدری احمد بخش نے اپنے بیٹے کے روزنامہ ''نئی روشنی'' کے عملے کو ۱۹۶۲ء کے اواخر میں اس وقت سنایا، جب عملے نے ان کے اعزاز میں ایک چائے پارٹی کا اہتمام کیا تھا۔ اس واقعے کو حارث غازی، اسسٹنٹ ایڈیٹر روزنامہ ''نئی روشنی'' نے قلم بند کیا اور آخر میں لکھا کہ میں نے یہ واقعہ سننے کے بعد ۱۹۶۲ء کے بعد سے کسی کو کبھی کوئی عید کارڈ نہیں بھیجا۔ (بشکریہ ہفت روزہ الاعتصام، لاہور جلد ۵۷، شمارہ ۴۱، ۲۱/اکتوبر ۲۰۰۵ء)

عید، یوم مسرت اور یوم محاسبہ:

عید آتی ہے تو لوگ تیاریوں میں مصروف یا اس کی مصروفیتوں میں محو ہو جاتے ہیں۔ بلاشبہ یہ ایک مذہبی تقریب ہے جس پر ہر مسلمان کا مسرور ہونا ایک امر طبعی ہے لیکن مسلمان کی غمی خوشی بھی، دوسری قوموں کے برعکس، آخرت کی کامیابی یا ناکامی کے ساتھ مربوط ہے۔ بہ فحوائے الدنیا مزرعۃ الآخرۃ جس مسلمان نے اس دنیا میں رہ کر اپنے اللہ کو راضی کر لیا یقیناً وہ کامیاب وبامراد ہے:

''فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ'' عید کے پرمسرت موقع پر ہمیں یہی سوچنا ہے کہ کیا رمضان المبارک کے تقاضے پورے کر کے ہم نے اپنے اللہ کو راضی کر لیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو یقیناً ہم بہت خوش نصیب ہیں اور دائمی مسرت (جنت) کے حقدار۔ لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو عید کی مسرتوں سے ہمارا کیا تعلق! ہمیں تو خوشی منانے کا حق ہی نہیں ہے۔ مسلمان کی خوشی نئے لباس اور انواع واقسام کے کھانوں اور فواکہ ومشروبات میں نہیں، صرف رضائے الٰہی کے حصول میں منحصر ہے۔ یہی حاصل نہ ہوئی تو یہ لذائذ دنیا اور سامان راحت ونشاط ''وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ'' کے مطابق دھوکے کی ٹٹی ہے یہی وہ پہلو ہے جس کی طرف نبی ﷺ نے بھی اپنے ارشادات میں مسلمانوں کی توجہ مبذول کرائی ہے، فرمایا:

''مَنْ صَامَ رَمَضَانَ فَعَرَفَ حُدُوْدَهُ وَتَحَفَّظَ مِمَّا كَانَ يَنْبَغِي لَهُ اَنْ يَتَحَفَّظَ فِيهِ كَفَّرَ مَا قَبْلَهُ''۔

جس مسلمان نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے تقاضے پورے کیے اور ہر احتیاط کو ملحوظ رکھا تو اس کے گزشتہ سب گناہ معاف ہو گئے۔

دوسری روایت میں ہے: ''اِنَّ النَّبِي ﷺ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: آمين، آمين، آمين، قِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ! اِنَّكَ صَعِدتَّ الْمِنْبَرَ فَقُلْتَ: آمين، آمين، آمين، فَقَالَ: اِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي، فَقَالَ: مَنْ اَدْرَكَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ فَدَخَلَ النَّارَ فَاَبْعَدَهُ اللهُ، قُلْ: آمين۔ فَقُلْتُ: آمين''۔

''ایک دفعہ نبی ﷺ نے منبر پر چڑھتے ہوئے تین مرتبہ آمین، آمین آمین کہا، آپ سے سوال ہوا کہ آپ نے منبر پر چڑھتے ہوئے آمین، آمین، آمین کہا (یہ کیوں؟) آپ نے فرمایا: میرے پاس جبریل آئے اور کہا: جو شخص رمضان پائے، پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہو جائے اور نتیجتاً آگ میں داخل ہو جائے، ایسے شخص کو اللہ ہلاک کرے، پھر جبریل نے مجھ سے کہا: آمین کہیے، تو میں نے آمین کہہ دی (اے اللہ! جبریل کی یہ بددعا قبول فرمالے)''۔ (صحیح ابن خزیمہ وابن حبان، بحوالہ، صحیح الترغیب، حدیث: ۱۶۷۹)

اس سے معلوم ہوا کہ عید کی مسرتوں کے ساتھ ہر مسلمان کو اپنا محاسبہ بھی کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور عجز ونیاز کر کے اپنی کوتاہیوں کی معافی بھی طلب کرنی چاہئے کہ یہ دن صرف یوم مسرت، روز بشارت ہی نہیں، یوم محاسبہ اور لمحہ فکریہ بھی ہے۔

☆☆☆

رمضان المبارک کے موقع پر
اپنے صدقات وخیرات کا ایک حصہ
”مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند“ کو دینا نہ بھولیں

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، ہندوستان میں اہل حدیثوں کا نمائندہ پلیٹ فارم ہے، جو اپنے اہداف و مقاصد کی روشنی میں منصوبوں اورعزائم کی تکمیل میں کوشاں ہے۔اس کی دعوتی،تبلیغی،تعلیمی وتربیتی،تحریری وصحافتی، رفاہی وسماجی خدمات کا ایک طویل سلسلہ جاری ہے۔ سیمینار، کانفرنس اور مسابقوں کے انعقاد کا اہتمام،مختلف زبانوں میں رسالوں کا اجراء،تفسیر،حدیث نیز اہم ترین دینی کتابوں کی اشاعت کا کام پابندی سے ہورہا ہے۔ظاہر ہے کہ یہ تمام کام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے بعد اہل خیر حضرات اور محسنین ومخلصین کے تعاون سے ہی انجام پارہے ہیں۔اس پر ہم اللہ تعالیٰ کے شکرگزار ہیں اور اپنے محسنین ومخلصین کے بھی جنھوں نے کسی نہ کسی ناحیہ سے مرکزی جمعیت کی تعمیر وترقی میں حصہ لیا ہے اوراس کے منصوبوں کی تکمیل میں آج بھی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔

تمام اہل خیر محسنین ومخلصین سے مؤدبانہ اپیل ہے کہ رمضان المبارک کے موقع پر مرکزی جمعیت کے تمام شعبوں کی فعالیت کو برقرار رکھنے اورتعمیراتی سرگرمیوں کو آگے بڑھانے کے لیے جمعیت کے ذمہ داروں اور کارکنوں کے ساتھ بھرپور تعاون فرمائیں وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور اگران میں سے کوئی آپ کی خدمت میں نہ پہنچ سکے تو اپنا تعاون براہ کرم مرکزی جمعیت کے دفتر کو ارسال فرمائیں۔اللہ آپ کی نیکیوں کو قبول فرمائے۔

ڈرافت یا چیک صرف "Markazi Jamiat Ahl-e-Hadees Hind" کے نام سے ہی بنائیں۔

A/c No.629201058685 (ICICI Bank) Chandni Chowk, Delhi-6

(RTGS/NEFT/IFSC CODE ICIC0006292)

منجانب: اراکین مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

صرف بھوکا پیاسا رہنا ہی مقصد رمضان نہیں ہے

ابوحمدان اشرف فیضی

ماہ رمضان انتہائی عظیم الشان بابرکت اور مقدس مہینہ ہے، نیکیوں کا موسم بہار ہے، اس ماہ کی آمد سے پہلے ہی مسلمانان عالم کے دلوں میں متنوع اعمال خیر کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور اپنے آپ کو رب سے بخشوانے کی تمنا وآرزو ہوتی ہے، ماہ مبارک کا چاند طلوع ہوتے ہی ہر بندۂ مومن کو روحانی خوشی ومسرت حاصل ہوتی ہے، بڑے خوش نصیب اور لائق مبارکباد ہیں وہ بندے جو اس مہینے کی عظمت کو سمجھ کر اس کے ایک ایک لمحے کی قدر کرتے ہوئے اپنے آپ کو نیکیوں میں مصروف رکھتے ہیں اور اپنی مغفرت اور کامیابی کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں اور بڑے بدنصیب ہیں وہ لوگ جو دیگر مہینوں کی طرح فواحش ولغویات اور منکرات وسیئات میں ڈوبے رہتے ہیں اور انہیں اس ماہ مبارک کی عظمت کا تصور نہیں ہوتا ہے، ذیل کے سطور میں مقصد رمضان وروزہ اور چند اہم فوائد کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ ہم قیامت کے دن کامیاب اور بامراد روزے داروں میں شمار ہوسکیں اور ناکام ونامراد اور بدنصیب روزے دار نہ قرار پائیں، اللہ ہم سب کو نیک عمل کی توفیق بخشے۔ آمین

(۱) تقویٰ کا حصول: اس ماہ مبارک میں ایک مہتم بالشان عمل روزہ ہے جو اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک عظیم رکن ہے، ماہ رمضان کا روزہ رکھنا فرض ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے روزے کی فرضیت کا اعلان کرتے ہوئے روزے کی مقصدیت کو بھی واضح کیا ہے تاکہ اہل ایمان روزہ رکھتے ہوئے اس کے عظیم مقصد سے غافل نہ ہوں، فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ [البقرة:۱۸۳] اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو، آیت کریمہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ مقصد روزہ تقویٰ ہے، یہی نہیں بلکہ اسلام کی دیگر اہم عبادات کا بنیادی مقصد تقویٰ ہی ہے اور تقویٰ تمام بھلائیوں کا مجموعہ ہے، تمام نیکیوں کے چشمے اسی سے پھوٹتے ہیں اور اسی کے ذریعہ ایک انسان اپنے آپ کو ناجائز خواہشات اور ہر قسم کے منکرات سے بچا سکتا ہے کیونکہ روزہ نام ہے جملہ محرمات وفواحش سے رکنے کا، ہر طرح کی خواہشات نفسانی سے بچانے کا اور ہر قسم کی اخلاقی گندگیوں سے دور رہنے کا، الغرض تمام شعبہائے زندگی میں تقویٰ کا حصول ہی مقصد روزہ ہے، اس عظیم مقصد کے حصول میں ہم کامیاب ہوگئے تو رب کی طرف سے کامیابی کا وعدہ ہے اور اگر ناکام رہے تو سمجھئے بڑے خیر سے محروم ہوگئے۔

(۲) گناہوں کی مغفرت: روزوں کا ایک عظیم مقصد ہمارے گناہوں کی مغفرت بھی ہے، ویسے تو ماہ رمضان گناہوں کی مغفرت کا مہینہ ہے اگر اس مہینے کو پا کر بھی ہم اپنے گناہوں سے پاک صاف نہ ہوسکیں اور اپنی مغفرت نہ کرا سکیں تو ہم بڑے بدنصیب شمار ہوں گے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الىٰ رمضان مكفرات ما بينهن اذا اجتنبت الكبائر** [مسلم: كتاب الطهارة] پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک درمیانی مدت کے گناہوں کو مٹا دینے والے ہیں جب کہ بڑے گناہوں سے اجتناب کیا جائے، اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **من صام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه** [بخاری: کتاب الصوم] جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے (اللہ کی رضاء کے لئے) رمضان کے روزے رکھے تو اس کے پہلے کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، اسی طرح کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: منبر لاؤ ہم منبر لائے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا: آمین، پھر جب دوسری سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا: آمین، اسی طرح جب تیسری سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا: آمین، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آج ہم نے آپ سے ایسی بات سنی جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنابِ جبریل میرے پاس آئے اور کہا "**بعد من ادرک رمضان فلم يغفر له قلت آمين**" اس آدمی کے لئے ہلاکت ہے جس آدمی نے رمضان کا مہینہ پایا اور اپنے گناہوں کی بخشش اور معافی حاصل نہ کر سکا، اس کے جواب میں میں نے آمین کہا، پھر جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا تو جناب جبریل نے کہا: ہلاکت ہے اس آدمی کے لئے جس کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے، میں نے اس کے جواب میں آمین کہی، پھر جب تیسری سیڑھی پر چڑھا تو جناب جبریل نے کہا: جس شخص نے اپنے ماں یا باپ یا دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کی اس کے لئے بھی ہلاکت ہو، میں نے اس کے جواب میں کہا: آمین [حاکم: کتاب البر والصلة]

اس ماہ مبارک میں ہم بار بار اپنی تمام شعبہائے زندگی سے متعلق محاسبہ کریں اور اپنی کوتاہیوں اور خامیوں کو ڈھونڈ کر احساسِ ندامت کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں تائب ہوں، اپنے اعضاء وجوارح پر غور کریں کہ ہم نے انہیں کہاں استعمال کیا ہے۔ خیر میں یا شر میں، جائز امور میں یا ناجائز امور، اس لئے کہ یہی اعضاء کل قیامت کے دن ہمارے خلاف گواہی دیں گے، ہم غور کریں کہ ہماری آنکھوں نے کتنی خیانت کی ہے، ہمارے قدم گناہوں کی طرف کتنے بڑھے ہیں، ہمارے ہاتھوں سے کتنوں پر ہم نے ظلم کیا ہے، ہماری زبان کی کتنی ہم نے حفاظت کی ہے؟؟ اگر ہم تاجر ہیں تو اپنی

تجارت پر غور کریں آیا ہماری تجارت اسلامی اصولوں پر قائم ہے یا اسلامی اصولوں سے ہٹ کر ہم تجارت کر رہے ہیں، ہماری تجارت میں کہیں دھوکہ دہی تو نہیں ہے، ناپ تول میں کمی تو نہیں ہے، ہماری تجارت کہیں ہمیں اللہ کے ذکر سے غافل تو نہیں کر رہی ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

الغرض جائزہ لیں کہ ہمارا سلوک ہمارے رشتہ داروں کے ساتھ کیسا ہے، والدین، اعزاء واقارب، بیوی بچوں، بھائی بہنوں اور پڑوسیوں کے ساتھ کیسا ہے؟ اس لئے کہ یہ وہ حقوق ہیں جن کی ادائیگی بیحد ضروری ہے، ان کی ادائیگی میں معمولی کوتاہی سے بھی روزوں کا اجر وثواب ضائع ہوسکتا ہے اور رب کی ناراضگی لازم آتی ہے۔

محترم قارئین: اے گناہوں میں ڈوبے ہوئے لوگو! اے وہ لوگو جنہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے، اے وہ لوگو جن کے دامن گناہوں کی گندگی سے آلودہ ہیں، اللہ کی رحمت سے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں، اس ماہ مبارک میں بہترین موقع ہے اپنے آپ کو بدلنے کا، اپنے نفس کی تطہیر وتزکیہ کا، اپنے دامن کو پاک وصاف کرنے کا، اللہ ایسے بندوں کو دعوت دے رہا ہے، فرمایا: ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعاً إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ [الزمر: ۵۳]

(میری جانب سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے۔ ہمارے لئے نبی کا اسوہ کافی ہے، آپ معصوم عن الخطاء ہونے کے باوجود دن اور رات میں سو مرتبہ استغفار کرتے ہیں اور خطاء کار امت کو یہی تعلیم دیتے ہیں فرمایا: **یا ایھا الناس توبوا الی اللہ واستغفروہ فانی اتوب فی الیوم مائة مرة** [مسلم، کتاب الذکر] اے لوگو! اللہ کی طرف توبہ (رجوع) کرو، میں بارگاہ الٰہی میں روزانہ سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ اس لئے ابھی بھی وقت ہے:

صرف احساس ندامت ایک سجدہ اور چشم تر
اے خدا کتنا آساں ہے منانا تجھ کو

(۳) **بے شمار اجر وثواب:** حدیث قدسی میں ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **کل عمل ابن آدم له الا الصيام فانه لي وانا اجزي به** [بخاری: کتاب الصوم] انسان کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزے کہ وہ صرف میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا، اور مسلم کی روایت میں ہے کہ: **کل عمل ابن آدم يضاعف الحسنة بعشر امثالها الى سبعمأة ضعف، قال الله تعالىٰ: الا الصوم فانه لي و انا اجزي به يدع شهوته و طعامه من اجلي للصائم فرحتان فرحةعندفطره و فرحةعند لقاء ربه و لخلوف فيه أطيب عند الله من ريح المسک** [مسلم: کتاب الصيام] ہر انسان کے (نیک) عمل کو دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مگر روزے کا معاملہ دیگر نیکیوں سے مختلف ہے روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا میری وجہ سے ہی وہ اپنا کھانا پینا چھوڑتا ہے روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی اس کے افطار کے وقت اور ایک خوشی اپنے رب کی ملاقات کے وقت اور یقیناً اس کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے۔ ذرا اندازہ کریں روزوں کے اجر وثواب پر جس کی نسبت اللہ نے اپنی طرف کی ہے اور خصوصی اجر کا وعدہ کیا ہے۔

(۴) **جنت میں داخلہ اور جہنم سے آزادی:** روزہ وہ پاکیزہ عمل ہے جس پر اللہ نے صرف جنت کا ہی وعدہ نہیں کیا بلکہ جنت میں روزہ داروں کے لئے خصوصی دروازہ تیار کر رکھا ہے جس سے داخلے کا شرف صرف روزے داروں کو حاصل ہوتا ہے ایک انسان کے لئے آخرت میں سب سے بڑی کامیابی یہی ہوگی کہ اسے جنت میں داخل کر دیا جائے اور جہنم کی آگ سے بچا لیا جائے، جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿فَمَن زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ﴾ [آل عمران: ۱۸۵] پس جو شخص آگ سے ہٹا دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے بے شک وہ کامیاب ہوگیا، اور حدیث میں ہے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ان في الجنة بابا يقال له الريان يدخل منه الصائمون يوم القيامة لا يدخل منه احد غيرهم** [بخاری: کتاب الصوم] جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے جس سے قیامت کے دن روزہ دار داخل ہوں گے ان کے علاوہ اس دروازہ سے کوئی دوسرا داخل نہ ہوگا۔ دوسری حدیث میں ہے جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ان لله عند كل فطر عتقاء و ذلك في كل ليلة** [ابن ماجة: کتاب الصيام] اللہ تعالیٰ ہر روز افطار کے وقت لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے اور یہ معاملہ ہر رات ہوتا ہے۔ اسی طرح ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مامن عبد يصوم يوما في سبيل الله الا باعد الله بذلك اليوم وجهه عن النار سبعين خريفا** [بخاری: کتاب الجهاد و السير، مسلم کتاب الصيام] جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ اس کے ایک دن کے بدلے میں اس کے چہرے کو جہنم کی آگ سے ستر سال دور کر دیتا ہے۔

(۵) **اخلاقی تربیت:** روزہ کے ذریعہ ایک انسان اپنے اخلاق کو سنوارتا ہے، جنسی خواہشات پر قابو پاتا ہے، اپنی زبان کی حفاظت کرتا ہے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:: **اذا کا ن يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يصخب فان سابه احد أو قاتله فليقل اني صائم** [بخاری: کتاب الصوم] جب تم میں سے کسی کا روزے کا دن ہو تو نہ دل لگی کی باتیں کرے اور نہ شور وغل کرے پس اگر کوئی اس کو گالی دے یا اس سے لڑے تو کہہ دے کہ میں تو روزے دار ہوں۔ اس کے برخلاف جو روزہ رکھ کر بھی اپنی زبان کی حفاظت نہیں کرتے تو ان کے لئے یہ وعید سنائی کہ ان کے روزے کا کوئی فائدہ نہیں وہ قیامت کے دن روزے کے اجر سے محروم ہو جائیں گے، فرمایا: **من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة في**

أن يدع طعامه وشرابه [بخاري: كتاب الصوم] جو جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ یہ شخص اپنا کھانا پینا چھوڑے۔

(۶) **شب قدر کا حصول:** ماہ رمضان کی تقدس اور عظمت کا ایک عظیم پہلو یہ بھی ہے کہ اللہ نے اس مہینے میں ایک ایسی رات رکھی ہے جس کی عبادت ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾ (القدر:۱-۵) یقیناً اسے ہم نے شب قدر میں نازل فرمایا، تو کیا سمجھا کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس (میں ہر کام) کے سرانجام دینے کو اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح (جبرائیل) اترتے ہیں، یہ رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے اور فجر کے طلوع ہونے تک (رہتی ہے)، اور حدیث میں ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماہ رمضان آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ان هذا الشهر قد حضركم وفيه ليلة خير من ألف شهر من حرمها فقد حرم الخير كله ولا يحرم خيرها الا كل محروم** [ابن ماجة: كتاب الصيام] یہ مہینہ جو تم پر آیا ہے اس میں ایک ایسی رات ہے جو (قدر و منزلت کے اعتبار سے) ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو شخص اس (کی سعادت حاصل کرنے سے) محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا، نیز فرمایا: لیلۃ القدر کی سعادت سے صرف بے نصیب ہی محروم کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ کہ شب قدر کے حصول کے لئے جب آپ رمضان کے آخری عشرے میں داخل ہوتے تو اپنے آپ کو اللہ کی عبادت کے لئے وقف کر دیتے جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: **كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل العشر أحيا الليل وأيقظ أهله وشد المئزر** [بخاري: كتاب فضل ليلة القدر، مسلم كتاب الاعتكاف] جب (رمضان کا آخری) عشرہ شروع ہوجاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب بیداری فرماتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے اور (عبادت کے لئے) کمر کس لیتے۔ لیکن افسوس صد افسوس! آج ہمارے معاشرے میں شب قدر کے حصول کے لئے شب بیداری کا عجیب وغریب ماحول ہوتا ہے، شب بیداری ہوتی ہے مگر گلی کوچوں اور سڑکوں پر شور وغل اور دوستوں کے ساتھ گپ شپ کرتے ہوئے، شب بیداری ہوتی ہے قسم قسم کے پکوان تیار کرنے میں، اس سے زیادہ افسوسناک بات تو یہ ہے کہ ان راتوں کو بیان بازی کی رات سمجھی جاتی ہے، خصوصی مقررین کو دعوت دی جاتی ہے اور پر زور تقاریر ہوتے ہیں اور اسی کو اصل عبادت سمجھا جاتا ہے، اور لمحۂ فکریہ یہ ہے کہ جتنی بڑی مسجد ہوتی ہے اتنا بڑا مقرر منتخب کیا جاتا ہے، یہ سب کچھ تذکیر کے لئے نہیں بلکہ وقت گذاری کے لئے ہوتا ہے اور اس پر مسجد کی ایک خطیر رقم صرف کی جاتی ہے اور ہوتا یہ ہے کہ ماہ رمضان میں مسجدوں کے اخراجات اتنا زیادہ ہوجاتے ہیں کہ اگر اسے سال بھر کے خطبات جمعہ، یومیہ دروس اور بچوں کی تعلیم وتربیت پر خرچ کر دیا جائے تو کافی ہوجائے جو اس سے کہیں زیادہ باعث خیر ثابت ہوتا اور سال بھر مساجد اللہ کے ذکر سے معمور رہتیں۔

(فليتفكروا وليتدبروا)

محترم قارئین: مندرجہ بالا سطور میں بطور نمونہ چند اہم فوائد کا تذکرہ کیا گیا ہے ہمیں ان فوائد پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس ماہ مبارک کو کتنے امتیازات و خصوصیات بخشے ہیں اور اس ماہ مبارک میں کتنے عظیم فوائد ہیں ہمارے لئے، دراصل ماہ رمضان کے یہی اصل مقاصد ہیں کہ ہم ان فوائد وثمرات کو حاصل کرنے کی کوشش کریں اور خوش نصیب روزے داروں میں شمار ہوں نہ کہ بدنصیبوں میں سچ کہا شاعر نے

اللہ کے احکام کی تکمیل ہے لوگو — یہ فاقہ کشی مقصد رمضان نہیں ہے

دعوت فکر وعمل: ہر انسان کو غور کرنا چاہئے کہ دنیا میں اس کے وجود کا مقصد کیا ہے، اور وہ اپنے مقصد کے حصول میں کتنا کامیاب ہے، دنیا کی زندگی یہ چند روزہ ہے آخرت کی زندگی ہی اصل زندگی ہے، یہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزاء ہے، موت برحق ہے، قیامت برحق ہے، جنت وجہنم برحق ہیں، ہمیں سب پر کامل یقین ہونا چاہئے اور اللہ کی طرف سے دیئے گئے ان قیمتی لمحات سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور آخرت کا توشہ جمع کرنا چاہئے اور ہمیں اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اللہ کی رحمت اپنے بندوں پر بڑی وسیع ہے شرط یہ ہے کہ بندہ اس کی طرف سچے دل سے تائب ہو، اللہ نے فرمایا: ﴿وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ﴾ (آل عمران:۱۳۳) اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے،

حدیث قدسی میں ہے انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب سے روایت فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **اذا تقرب العبد الى شبرا تقربت اليه ذراعا واذا تقرب الى ذراعا تقربت منه باعا واذا أتاني يمشي أتيته هرولة** [بخاري: كتاب التوحيد] جب بندہ میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ذراع (ایک ہاتھ یا ایک بازو) قریب ہوجاتا ہوں اور جب وہ میری طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں اس کی طرف دو ہاتھ قریب ہوجاتا ہوں اور جب وہ میری طرف چلتا ہوا آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتا ہوا آتا ہوں۔ اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس الصحة والفراغ** [بخاري: كتاب الرقاق] دو نعمتیں ہیں، اکثر لوگ (ان کے غلط استعمال کی وجہ سے) خسارے اور گھاٹے میں رہیں گے، صحت اور فراغت۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ماہ رمضان کی قیمتی گھڑیوں سے خوب فائدہ اٹھائیں اور اپنے آپ کو اعمال خیر میں مصروف رکھیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ماہ رمضان بصحت وسلامتی نصیب فرمائے، اس کے فوائد وثمرات کو کما حقہ حاصل کرنے اور اس کے مقاصد کو پورا کرنے کی توفیق بخشے اور ہمیں خوش نصیب روزے داروں میں بنائے۔ آمین

☆☆☆

نمونہ فارم مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم

دفتر
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

٤١١٦، اہل حدیث منزل، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔٦
فون:٢٣٢٧٣٤٠٧ فیکس:٢٣٢٤٦٦١٣

مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کمیٹی
فارم درخواست مقابلۂ تجوید وحفظ وتفسیر قرآن کریم
سال:١٤٣٩ھ-2018ء

١-پاسپورٹ سائز کے تازہ فوٹو چار عدد۔ایک چپکائیں ٣ ساتھ میں روانہ کریں۔
٢-چپکائے گئے فوٹو پرادارے کی مہر ضرور لگوائیں۔

(فارم صاف ستھرے لفظوں میں پُر کریں)

نام:..................ولدیت:..................لقب:..................پیشہ:..................
مقام عمل:..................تاریخ پیدائش: (تاریخ، مہینہ اور سال کی وضاحت کے ساتھ) ہندسوں میں:..................لفظوں میں:..................
منسلکہ تعلیمی اسناد:..................مراسلت کا مکمل پتہ اردو میں (مع پن کوڈ):..................
فون:..................مراسلت کا مکمل پتہ انگریزی میں (مع پن کوڈ):..................فون:..................
مقابلہ کے لیے بھیجنے والی تنظیم/ادارہ کا نام وپتہ:..................
(تصدیق نامہ، تنظیم/ادارہ کے مطبوعہ لیٹر ہیڈ پر سربراہ ادارہ کے دستخط ومہر کے ساتھ منسلک کریں)۔
کیا اس سے قبل کسی ملکی یا غیر ملکی قرآنی مقابلہ میں شرکت کی ہے؟ اگر ہاں تو اس کی تفصیل:..................
گزشتہ مسابقہ کے جس زمرے میں شریک ہوئے تھے اس کی وضاحت:..................
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام اس مقابلۂ قرأت کے کس زمرے میں شرکت چاہتے ہیں؟:..................

١:-مکمل حفظ قرآن　　٢:-بیس پارے　　٣:-دس پارے
٤:-پانچ پارے　　٥:-ناظرہ قرآن کامل　　٦:-ترجمہ وتفسیر کا تحریری امتحان

اگر بیس یا دس یا پانچ پاروں کے حفظ میں حصہ لینا ہے تو ان پاروں کی وضاحت:..................
آپ کس اصولِ قرأت کے مطابق تلاوت کریں گے؟ حفص/ورش/قالون/الدوری (منتخب کردہ روایت کی نشان دہی کریں)۔
کیا آپ کا پاسپورٹ تیار ہے؟ اگر ہاں تو اس کی فوٹو کاپی لازما منسلک کیجئے اور پاسپورٹ نمبر لکھئے:..................

اقرارنامہ:

مندرجہ بالا معلومات میرے علم ویقین کے مطابق بالکل درست ہیں۔میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مقابلۂ قرأت کے قواعد وضوابط کی پابندی کروں گا اور اس کے ہر فیصلہ کو قطعی اور آخری تسلیم کروں گا۔

امیدوار کا نام..................دستخط:..................تاریخ:..................

تصدیق نامہ (نامزد کرنے والے تعلیمی ادارے یا مسلم تنظیم کے کسی ذمہ دار کا)

میں مذکورہ بالا طالب علم امیدوار کی تصدیق کرتا ہوں:
نام:..................منصب..................تصدیق کنندہ کے دستخط:..................تاریخ:..................
ادارہ/تنظیم:..................مہر:..................

برائے دفتری امور

١-یہ درخواست مؤرخہ..................کو موصول ہوئی۔
وصول کنندہ کے دستخط:..................
٢-برائے زمرہ:..................٣-درخواست منظور/نامنظور:..................
٤-نامنظوری کی وجہ:..................
دستخط سکریٹری مقابلہ کمیٹی:..................

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

محاسبۂ نفس: انسانیت کے لئے اکسیر حیات

ابوعدنان سعید الرحمٰن بن نورالعین سنابلی
المرکز الاسلامی الثقافی الهندی للترجمة والتالیف، نئی دہلی

اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے ہر شخص کو پیدا فرمایا اور اس دنیا میں مبعوث کیا اور ہمیں اس بات کی راہ دکھائی کہ ہم اس کی توحید کا اعتراف کریں، اس کی عبادتوں کی انجام دہی کریں، اپنے جملہ اقدام میں اسلامی تعلیمات کا پاس ولحاظ رکھیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ”وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ“ (الذاریات:۵۶) یعنی میں جناتوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

اس حقیقت کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی اعتراف کرنا ہوگا کہ انسان خطا ونسیان کا مرکب ہے۔ اسی طرح سے انسان کے ساتھ اس کا ایک ازلی دشمن بھی ہمہ وقت لگا ہوا ہے جو کہ اسے اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنے اور باز رکھنے کی کوشش کیا کرتا ہے بلکہ جس وقت رب تعالیٰ نے ابلیس کو ابوالبشر آدم علیہ السلام کا سجدۂ تعظیمی نہ کرنے کی وجہ سے راندۂ درگاہ کیا تھا، اس نے رب تعالیٰ سے اجازت چاہی تھی کہ ”لأغوينهم“ یعنی تیرے بندوں کو مختلف ذرائع اور مختلف وسائل سے گمراہ کروں گا۔

جی ہاں، انسان چونکہ خطا ونسیان سے مرکب بھی ہے اور اس کے درپے ہمہ وقت ایک ازلی دشمن بھی لگا ہوا ہے۔ لہذا، ہر انسان کو چاہئے کہ نہایت باریکی اور سختی سے اپنا محاسبہ نفس کرے، ہمہ وقت اپنے نفس کو ٹٹولے اور اس کے اندر یہ جھانک کر دیکھے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ کتاب وسنت سے برگشتہ ہوگیا ہو یا دنیاوی آرام وآسائش کا دلدادہ ہو کر رب تعالیٰ کو فراموش کردیا ہو، کیونکہ خود احتسابی افراد اور اقوام سبھی کے لئے حیات آفریں اور روح افزا رہی ہے۔ احتسابِ نفس نے دنیا کی رنگینیوں میں بدمست انسانوں کو جھنجھوڑنے، عبادت الٰہی سے غافل لوگوں کو راہ راست پر لوٹنے، نیکیوں سے بیزار لوگوں کو نیکیوں اور بھلائیوں کا دامن تھامنے، برائیوں کے دلدل میں پھنسے انسانوں کو برائیوں، بے حیائیوں اور فحاشیوں کے قعر عمیق سے خود کو بچانے میں حد درجہ معاون ہی نہیں بلکہ اکسیر حیات اور دوائے جانفزا ثابت ہوا ہے۔ قرآن کریم اور احادیث نبویہ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ ایک مسلمان کو جابجا محاسبۂ نفس اور خود احتسابی کی تعلیم دی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنْسَاهُمْ أَنْفُسَهُمْ“ (سورۃ الحشر/ 18) یعنی اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھ بھال لے کہ کل قیامت کے واسطے اس نے اعمال کا کیا ذخیرہ بھیجا ہے اور ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے اور تم ان لوگوں کی طرح مت ہوجانا جنہوں نے اللہ کے احکام کو بھلا دیا تو اللہ نے بھی انہیں اپنی جانوں سے غافل کردیا۔

اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا: ”وَأَنِيبُوا إِلَى رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُونَ“ (سورۃ الزمر/ 54) یعنی تم سب اپنے پروردگار کی طرف جھک پڑو اور اس کی حکم برداری کئے جاؤ، اس سے قبل کہ تمہارے پاس عذاب آجائے اور پھر تمہاری مدد نہ کی جائے۔

ان آیات کریمہ کو دیکھیں اور انہیں بار بار پڑھیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح سے محاسبۂ نفس کی تعلیم دی ہے اور بتایا ہے کہ ہر انسان کو چاہئے کہ وہ بار بار بلکہ ہزار بار اپنے نفس میں جھانکے کہ وہ کس قدر نیکیوں کو انجام دے رہا ہے تاکہ کل جب قیامت کے روز رب تعالیٰ کے حضور جائے تو اسے خجالت وشرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

اسی طرح سے رب تعالیٰ ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے: ”إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَى رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ أُولَئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ“ (سورۃ المؤمنون/ ۵۷-۶۱) یعنی یقیناً جو لوگ اپنے رب کی ہیبت سے ڈرتے ہیں اور جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے اور جو لوگ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں، اور ان کے دل کپکپاتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی ہیں جو جلدی جلدی بھلائیاں حاصل کررہے ہیں۔ یہی ہیں جو ان کی طرف دوڑ جانے والے ہیں۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کریمہ کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا اس سے مراد شراب پینے والے، زنا کرنے والے اور چوری کرنے والے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، اے صدیق کی بیٹی! اس سے مراد روزے دار، نمازی اور صدقہ کرنے والے لوگ ہیں۔ انہیں اس بات کا خوف دامن گیر ہوتا ہے کہ کہیں ان کی یہ عبادتیں قبول نہ ہوں۔ لہذا، وہ نیکیوں کی انجام دہی میں جلدی کرتے ہیں۔ (سنن ترمذی/ 3175، اسے امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۱/۶۷۱ میں صحیح قرار دیا ہے۔)

آپ اس آیت کریمہ اور اس کے تعلق سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر غور کیجئے کہ اہل ایمان کی شان کیا بتائی گئی ہے کہ وہ نیکیوں کی انجام دہی کے بعد اس کی قبولیت کے تعلق سے بھی پریشان رہتے ہیں اور انہیں اعمال کی قبولیت کے تعلق سے ہرگز قرار نصیب نہیں ہوتا بلکہ وہ ہمہ وقت ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ ان کی عبادت میں اخلاص کا پہلو کم رہ گیا ہو یا وہ سنت نبوی کے موافق نہ ہو۔ لہذا، یہ لوگ نوع بہ نوع عبادتوں اور نیکیوں کی انجام دہی کے بعد بھی ہمہ وقت دوسری نیکیوں کی انجام دہی میں جلدی کرتے ہیں اور خیر وبھلائی کے کاموں کے لئے ہمہ وقت مستعد اور تیار رہتے ہیں۔

☆ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیں کہ وہ فرصت کے لمحات میں اپنی زبان پکڑ لیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے: هذا الذي أوردني الموارد یعنی اسی زبان نے مجھے گھاٹ گھاٹ کا پانی پینے پر مجبور کیا ہے۔ (موطا امام مالک ۲/۹۸۸، حدیث نمبر/۱۲)

ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ بات کہتے اور زار و قطار رویا کرتے تھے اور اپنے پاس موجود لوگوں کو بھی کہتے کہ تم لوگ بھی روؤ اور اگر رونا نہیں آرہا ہو تو رونے کی کیفیت بناؤ۔ آپ سے یہ بھی منقول ہے کہ آپ کہا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم! کیا ہی بہتر ہوتا کہ میں کوئی پودا ہوتا جسے کھالیا جاتا یا اکھاڑ دیا جاتا۔ (کتاب الزهد للامام احمد/580)

☆عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بڑا متقی اور پرہیز گار بھلا اس امت میں کون ہوسکتا ہے؟ محاسبۂ نفس کے تعلق سے ان کا کیا طرز رہا ہے، اس کا اندازہ لگانا ہو تو آپ اس واقعہ سے لگا سکتے ہیں کہ ایک بار انہوں نے سورۂ طور کی تلاوت فرمائی۔ آپ جب آیت کریمہ ''اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ'' پر پہنچے تو زار و قطار رونے لگے حتی کہ بیمار ہوگئے جس کی وجہ سے لوگ آپ کی تیمارداری کے لئے تشریف لانے لگے۔ عمر رضی اللہ عنہ رات میں اوراد و اذکار کرتے ہوئے جب اس آیت کریمہ پر پہنچا کرتے تھے تو حد درجہ خائف ہوجایا کرتے تھے جس سے آپ کئی دنوں تک گھر ہی میں رہنے پر مجبور ہوا کرتے تھے، ادھر لوگ یہ سمجھ بیٹھتے کہ آپ بیمار ہیں۔ زیادہ رونے کی وجہ سے آپ کے رخسار پر دو سیاہ لکیریں بن گئی تھیں۔

☆آپ تیسرے خلیفہ راشد عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیں۔ جب کبھی قبر کے پاس سے گزرتے تو زار و قطار روتے حتی کہ آپ کی داڑھی تر ہوجایا کرتی تھی۔ اس موقع پر عثمان رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ جب میں جنت اور جہنم کے درمیان رہوں گا تو کیا معلوم مجھے کدھر جانے کا حکم دے دیا جائے۔ اس دوران تو میں یہی چاہوں گا کہ قبل ازیں کہ مجھے یہ معلوم ہو کہ مجھے کہاں جانے کا حکم دیا جاتا ہے، میں راکھ ہوجاؤں۔

☆چوتھے خلیفہ راشد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا عالم یہ تھا کہ یہ ہمہ وقت آخرت کی یاد میں آنسو بہایا کرتے تھے اور اپنے نفس کا شدت کے ساتھ محاسبہ کیا کرتے تھے۔ آپ دو چیزوں سے ہمیشہ خائف رہتے تھے۔ ایک درازئ آرزو سے اور دوسرے خواہشات کی اتباع و پیروی سے اور کہا کرتے تھے کہ جب آرزو دراز ہوتی ہے تو انسان آخرت فراموش کربیٹھتا ہے اور اسی طرح سے جب انسان اپنی خواہش کا غلام ہوجاتا ہے تو وہ حق قبول کرنے سے باز رہتا ہے۔

دل میں موجود اللہ کا واعظ و ناصح: تمام انسانوں کو شریعت اسلامیہ نے محاسبۂ نفس کی تعلیم اس وجہ سے دی ہے کہ انسان اپنی زندگی میں سدھار پیدا کرے اور اگر کتاب وسنت سے دور ہوگیا ہے تو پھر ان سے اپنا رشتہ استوار کرے اور صراط مستقیم پر ہی گامزن رہے۔ ویسے اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر بے پناہ فضل واحسان ہے کہ اس نے ہر انسان کے دل پر ایک ناصح اور واعظ متعین کر رکھا ہے، جو اسے راہ راست پر گامزن رہنے اور سیدھے راستہ کی پیروی کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ نے ایک مثال بیان فرمائی ہے کہ ایک صراط مستقیم ہے جس کی دونوں جانب دیواریں ہیں، ان دیواروں میں کھلے ہوئے دروازے ہیں، دروازوں پر پردے لٹک رہے ہیں اور راستے کے مرکزی دروازے پر ایک داعی کھڑا کہہ رہا ہے لوگو! سب کے سب اس میں داخل ہوجاؤ، دائیں بائیں منتشر نہ ہو اور ایک داعی راستے کے بیچ میں پکار رہا ہے، جب کوئی شخص ان میں سے کوئی دروازہ کھولنا چاہتا ہے تو وہ اس سے کہتا ہے کہ اسے مت کھولنا، اس لئے کہ اسے کھول لیا تو تم اس میں داخل ہوجاؤ گے۔

محاسبہ نفس کے تعلق سے اسلاف کرام کے زریں اقوال:

☆عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے کسی گورنر کو لکھا: حاسب نفسك في الرخاء قبل حساب الشدة، فان من حاسب نفسه في الرخاء قبل حساب الشدة، عاد أمره الى الرضاء والغبطة ومن ألهته حياته و شغلته أهواؤه عاد أمره الى الندامة والخسارة یعنی تنگ حالی اور مشکل وقت کے حساب سے پہلے خوشحالی اور فروانی کے لمحات میں اپنے نفس کا محاسبہ کیا کرو، اس وجہ سے کہ تنگ حالی اور مشکل وقت کے حساب سے پہلے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرلے گا تو اسے رضاء و رغبت اور خوشحالی نصیب ہوگی، لیکن اس کے برعکس جس انسان کی زندگی نے اسے غافل کردیا ہو اور وہ اپنے خواہشات کا غلام بن کر رہ جاتا ہو تو وہ شرمندگی اٹھاتا ہے اور نقصان وخسارہ اس کا مقدر ہوتا ہے۔

☆حسن بصری کے بقول: ان العبد لا يزال بخير ما كان له واعظ من نفسه وكانت المحاسبة همته یعنی بندہ اس وقت تک خیر و بھلائی میں رہتا ہے جب تک کہ اس کا نفس اس کے لئے ناصح اور واعظ کے کردار میں رہتا ہے اور محاسبۂ نفس اس کا شیوہ ہوتا ہے۔

محاسبۂ نفس میں معاون امور: بہت ساری ایسی چیزیں ہیں جنہیں انجام دے کر یا جنہیں ملحوظ رکھ کر ہم محاسبۂ نفس جیسے عمل کو اپنی زندگی کا حصہ بناسکتے ہیں۔ علمائے کرام نے یوں تو محاسبۂ نفس کے لئے معاون امور کے ضمن میں بہت ساری باتیں ذکر کی ہیں یہاں چند اشیاء کو قلمبند کیا جاتا ہے جو محاسبۂ نفس کے لئے مفید و معاون ثابت ہوتے ہیں:

۱- انسان کو اس امر کا احساس ہونا چاہئے کہ آج جس قدر اپنے نفس کے محاسبہ میں سختی برتے گا تو کل بروز قیامت وہ اس کا فائدہ اٹھائے گا، لیکن اگر وہ محاسبہ نفس ترک کردے گا تو اس کی وجہ سے قیامت کے روز اسے پشیمانی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

۲- انسان کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ محاسبۂ نفس کے فوائد وثمرات انتہائی مستحسن اور بہتر عمدہ ہیں۔ اگر کوئی انسان اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے اور اپنی زندگی کو شرعی اصولوں پر ڈھالتا ہے تو وہ جنۃ الفردوس جیسی بیش بہا نعمت سے محظوظ ہوگا، اسے دیدار باری تعالیٰ جیسی عظیم نعمت حاصل ہوگی اور ساتھ ہی ساتھ اسے انبیاء کرام اور صالحین عظام کی صحبت سے سرفراز ہونے کا موقع ہاتھ لگے گا۔

۳- محاسبہ نفس نہ کرنے کے پاداش میں انسان ہلاکت وتباہی کے دہانے پر جا کھڑا ہوتا ہے اور بسا اوقات جہنم کا بھی مستحق ہوجاتا ہے، اسی طرح سے ایک انسان اس عمل سے بیزار ہونے کے پاداش ہونے کی صورت میں رب تعالیٰ کی دیدار جیسی نعمتوں سے محروم ہوجاتا ہے۔

۴- انسان کو چاہئے کہ وہ ان اسلاف کرام کے واقعات کو پڑھنے کا اہتمام کرے جو اپنے نفس کے محاسبے کا شدت کے ساتھ اہتمام کیا کرتے تھے۔

۵- قبروں کی زیارت کا اہتمام کرنا چاہئے۔ نیز مردوں کی حالتوں پر غور کرنا چاہئے کہ وہ اپنا محاسبہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں اور نا ہی کسی نیکی کی انجام دہی کرسکتے ہیں۔

۶- پند و نصائح اور علمی محفلوں میں شرکت کرنی چاہئے، جہاں محاسبۂ نفس اور امور آخرت کے تعلق سے اسلامی احکامات بیان کئے جاتے ہیں۔

۷- تہجد اور قرآن کریم کی تلاوت کا اہتمام کرنا اور مختلف نیکیوں کے ذریعہ قربتِ الٰہی کے حصول کی کوششیں کرنی چاہئے۔

۸- انسان کو لہو ولعب اور کھیل کود کی جگہوں سے دور رہنا چاہئے کیونکہ ان چیزوں میں انہماکیت کی وجہ سے انسان محاسبۂ نفس سے دور ہوجاتا ہے۔

۹- اللہ تعالیٰ سے بکثرت اس بات کی دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں خوداحتسابی کی توفیق بخشے اور نیکوکاروں کی صحبت نصیب فرمائے۔

۱۰- نفس کے تعلق سے انسان کبھی مطمئن نہ ہو کیونکہ انسان نفس کے تعلق سے مطمئن ہوجائے گا تو اس صورت میں وہ محاسبۂ نفس جیسے عظیم عمل اور ضروری امر کو فراموش کر بیٹھے گا اور کبھی ایسا بھی ہوگا کہ محاسبۂ نفس سے تہی داماں ہونے کی وجہ سے اپنے عیوب ونقائص کو وہ ہنر سمجھنے لگے گا۔

محاسبۂ نفس کے فائدے: محاسبہ نفس کے بے شمار فائدے ہیں۔ان میں سے بعض فائدے درج ذیل ہیں:

۱- انسان اپنے نفس کے عیوب سے آگاہ ہوجاتا ہے اور پھر اس کا ازالہ ممکن ہو پاتا ہے اور جو کوئی اپنے عیوب کو نہیں جان پاتا ہے، اس کے لئے اس کا تدارک کرنا مشکل امر ہوجاتا ہے، جس کی وجہ سے وہ برائیوں کے دلدل میں پھنسا رہتا ہے۔۲- محاسبۂ نفس کے نتیجے میں انسان توبہ کا دامن تھامتا ہے، ندامت کے آنسو بہاتا ہے اور ممکن ہوتا ہے تو متعینہ مدت ہی میں تلافی مافات کی کوشش بھی کرتا ہے۔۳- محاسبۂ نفس کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کے حقوق کی معرفت حاصل کرتا ہے کیونکہ محاسبۂ نفس کا مقصد ہی یہی ہوتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سرزد ہونے والی کوتاہیوں سے آگاہ ہو اور اس پر کنٹرول کرے۔۴- محاسبۂ نفس کے بندے کے قلوب واذہان میں اللہ تعالیٰ کے تئیں عاجزی وانکساری اور فروتنی کا جذبہ موجزن ہوتا ہے۔۵- محاسبۂ نفس کی وجہ سے انسان کو اللہ تعالیٰ کے رحم وکرم اور الفت ومحبت کا اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کی لغزشوں اور خطاؤں پر گرفت نہیں کرتا بلکہ انہیں رجوع اور انابت الی اللہ کا موقع فراہم کرتا ہے۔۶- محاسبۂ نفس کا ایک اہم ثمرہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ اس سے نفس کا زور ٹوٹتا ہے اور وہ اپنی سرکشی اور عناد سے تہی داماں ہوکر رب تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔۷- انسان محاسبہ نفس کی وجہ سے نیکیوں، بھلائیوں اور اچھائیوں کی انجام دہی میں تندہی لاتا ہے اور برائیوں سے بچنے کو اپنا وطیرہ سمجھ لیتا ہے۔۸- محاسبۂ نفس ہی کی وجہ سے انسان دوسروں کے حقوق کو ان کے مستحقین تک پہنچاتا ہے۔

محاسبۂ نفس کے یہ بعض اہم فائدے ہیں جو کہ ایک انسان کو اس عمل خیر کے نتیجے میں حاصل ہوتے ہیں۔ایک انسان کو چاہئے کہ محاسبۂ نفس پر مداومت برتے تاکہ وہ اپنی کوتاہیوں، کمیوں اور عیوب ونقائص سے مطلع ہوسکے اور پھر اس کے ازالے کے لئے کوششیں کرے۔یہ رہیں محاسبۂ نفس کے تعلق سے چند باتیں، ہر مسلمان کو چاہئے کہ سطور بالا کی روشنی میں محاسبۂ نفس کی اہمیت کو سمجھے اور اس کی روشنی میں محاسبۂ نفس کا اہتمام کرے کیونکہ محاسبۂ نفس بے پناہ فوائد وثمرات کا ضامن ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ بارِ الٰہا تو ہمیں احتساب اور محاسبہ کی توفیق ارزانی فرما اور ہمیں اپنے احوال اور کوائف پر نظر ثانی کرکے اس کی اصلاح کرنے کی توفیق بخش۔آمین یارب العالمین۔

☆☆☆

مرحبا صد مرحبا اے ماہ رمضاں مرحبا

تجھ پہ ہے سایہ فگن مولیٰ کا احساں مرحبا
رب نے بخشا ہے تجھے دستور قرآں مرحبا
تیری عظمت پر فدا ہے ہر مسلماں مرحبا
ہے تری توقیر کا مداح رضواں مرحبا
تو نے دکھلایا ہے حسنِ جاں فزا ریّان کا
مرحبا صد مرحبا اے ماہ رمضاں مرحبا

مل رہی ہے تجھ سے لذت سحری وافطار کی
چومتی ہے ہم کو رحمت جگ کے پالن ہار کی
بس گئی ہے من میں خوشبو نیکیوں کے پیار کی
توڑتے ہیں ہم کلائی آزری افکار کی
ہے فدا تیری نظافت پر نگاہِ کبریا
مرحبا صد مرحبا اے ماہ رمضاں مرحبا

آبرو چمکائیں گے اب صدقہ و خیرات کی
قدردانی ہم کریں گے قدر کی ہر رات کی
گدگدائے گی محبت سید السادات ﷺ کی
توڑ ڈالیں گے کمر شیطان کے حرکات کی
لطف فرمائے گا ہم پر مالک روز جزا
مرحبا صد مرحبا اے ماہ رمضاں مرحبا

باادب لوٹیں گے ہم اب تیری الفت کے مزے
سنت و فرض و تراویح و تلاوت کے مزے
کوثر وتسنیم، عصیاں کی ندامت کے مزے
جلوۂ دیدار باری کی نفاست کے مزے
حشر میں لوٹے گا یہ سالکؔ شفاعت کا مزہ
مرحبا صدمرحبا اے ماہ رمضاں مرحبا

(ازقلم: سالکؔ بستوی ایم اے)

شہر میں اِک چراغ تھا، نہ رہا

ڈاکٹر محمد آدم
اسسٹنٹ پروفیسر (عارضی) شعبۂ اردو
جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

(مولانا ڈاکٹر محمد طاہر ندوی سلفی مدنی)

خدا انہیں غریق رحمت کرے۔ان کی دعا اور قرآن کی تلاوت سے صبح کا آغاز ہوتے ہی گھر کے کبوتر بھی بیدار ہوجاتے اور دیکھتے ہی دیکھتے گھر کے کئی افراد تہجد ادا کر کے فجر کی تیاری میں مشغول ہوجاتے۔کیا مجال گھر یا باہر مدرسے میں کوئی بھی شخص سویا رہ جائے!۔لوگ کہا کرتے مسلمانوں کے لیے نماز اور غیر مسلموں کے لیے صبح کا الارم ہیں!

لوگ ان سے محبت کرتے، ہر عمر اور ہر سطح کے افراد ان سے اپنی قربت محسوس کرتے اور فیض پاتے۔باتیں بہت کرتے لیکن کام کی، وہ ان لوگوں میں نہیں تھے جو سننا نہیں جانتے۔سنتے تو حسن سماعت کا منظر ہوتا لیکن غیر ضروری اور ادھوری بات سننا ان کے لیے بے حد مشکل تھا۔حکمت اور ہومیوپیتھی سے خاص لگاؤ تھا، زندگی کے خواب اور خوابوں کی تعبیر سے خوب واقف، کتابیں پڑھنے اور جمع کرنے کا شوق اتنا کہ پورا گھر عمدہ کتابوں سے مزین رہتا، شاید ہی کوئی اور کسی مسلک کا اسلامی مجلّہ ہو جو ہر مہینے گھر کی زینت نہ بنتا ہو۔کتابیں صرف جمع ہی نہیں کرتے بلکہ تقسیم بھی کرتے۔کہیں سے کوئی ملاقاتی آجاتا تو اسے تحفۃً کتاب پیش کرتے۔قرآن کی تقسیم کا ایسا شوق کہ جہاں سے ممکن ہوتا منگواتے یا خود لاتے اور ہر جگہ تحفۃً بھیجتے۔اکثر مدارس کے طلبا اور عصری تعلیم حاصل کرنے والوں کو اپنے پاس بٹھا کر مختلف کتابیں پیش کر کے نئی نسل کو مطالعہ کی جانب راغب کرتے اور کہتے جسم کی صحت کے لیے اچھی غذا، روح کی صحت کے لیے اچھی عبادت اور عقل سلیم اور معیاری ذہن کے لیے عمدہ کتاب بے حد ضروری ہے۔

میں نے اپنی پوری زندگی میں ان کے سوا کسی عالم کو نہیں دیکھا جو تمام مسالک کی مساجد میں امامت وخطابت کرتا ہو اور تمام مسالک کے لوگ اس سے یکساں محبت کرتے ہوں جبکہ وہ کبھی بھی عقیدہ سلفِ صالحین سے قطعاً سمجھوتا نہ کرتے۔تا عمر بشیر ونذیر بن کر رہے، بیجا تعریف اور قصیدہ خوانی سے ان کی طبیعت ہمیشہ گریزاں رہی۔اکثر کہا کرتے اللہ اپنے بندوں سے چاہتا ہے کہ وہ بشارت وخوشخبری دینے والے، نذیر یعنی اللہ کے عذاب وعقاب سے باخبر کرنے والے اور ڈرانے والے بن کر رہیں نہ کہ قصیدہ خواں بن کر۔وہ یہ بھی کہتے کہ اس وقت اکثر لوگ مفتی ہیں کاش داعی ہوتے تو فتوے بازی کے بجائے اصلاح ودعا سے سماج میں مثبت تبدیلیاں ممکن ہوتیں۔امت مسلمہ کے مسائل کو پیش نظر رکھنے والے، عذاب وعقاب پر اللہ کی رحمتوں کو مقدم رکھنے والے! کہا کرتے کہ نبی کریم ﷺ نے ابوجہل تک کے لیے دعا کی تھی لیکن اُن کی امت کے اکثر ناعاقبت اندیش غیروں کو تو کیا اسلام کی طرف راغب کرتے خود اپنے ہی کلمہ گو بھائیوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔اللہ اگر صحابہ سے پوچھے گا کتنے لوگ آپ کے ہاتھ پر ایمان لائے وہ جواب دینگے بستی کی بستی! جب اِن فتوی باز مقررین اور نادان امتیوں سے یہی سوال دہرائیگا تو یہ ندامت سے کہیں گے! ہم نے تو کافر بنایا!۔

شہر کے عجیب وغریب، نیک نام اور بدنام، خوش عقیدہ او ربد عقیدہ ہر قسم کے لوگوں سے ان کے تعلقات تھے۔ایسے افراد کی تعلیم وتربیت اور جائز حدود میں تعاون اُن کا وطیرہ تھا۔اکثر کہتے اللہ نے انبیا صرف اچھے افراد کے لیے ہی نہیں بلکہ سرکش لوگوں کی اصلاح کے لئے بھی مبعوث کئے تھے اس لیے صرف نیکوکاروں کے دائرے میں سمٹ کے رہ جانا ٹھیک نہیں۔مخالفین کے حق میں دعائے خیر کرنے والا، زیادتیوں کے باوجود کلمہ خیر کہنے والا اور ہر لمحے ان افراد سے تعاون کرنے والا نہ رہا۔حالی کی زبان میں تھوڑا بدل کر کہیں تو:

شہر میں تھیں تو اس کی باتیں تھیں　　　لے چلیں اب وطن کو کیا سوغات
لاکھ مضموں اور اس کا ایک ہی قول　　　سو تکلف اور اس کی سیدھی بات
یاں اگر بزم تھی تو اس کی بزم　　　یاں اگر ذات تھی تو اس کی ذات

معاشرے میں پھیلے مظالم پر دوٹوک قرآن وسنت کا فیصلہ سنانے والا، دن کو دن اور رات کو رات کہنے والا۔سنت رسول کے خلاف کسی کو بھی کسی بھی جگہ ٹوک دینے والا، کسی بھی غیر اسلامی شادی میں شرکت سے انکار کرنے والا اور ہر شادی میں علی الاعلان یہ شعر پڑھنے والا:

رسم بارات رسم مشرکانہ　اس میں سلامی ہو یا کھانا

اشعار میں تبدیلیاں کر کے کہا کرتے دیکھو میں نے اسے بہتر شعر بنا دیا ہے مثلاً بشیر بدر کے ایک شعر کو ترمیم کے ساتھ یوں پڑھا کرتے:

الٰہی اپنی یادوں کے اجالے ساتھ رہنے دے
نہ جانے کس گھڑی اس زندگی کی شام ہوجائے

جس نے بھی اپنی زندگی کے جملہ مسائل ومعاملات میں خیر البشر ﷺ کو اپنا آئیڈیل اور نمونۂ زندگی بنایا اس کی زندگی بہترین، موثر اور انسانی خوبیوں سے مزین ہوگئی۔محبت رسول ﷺ اور صحابہ کا طرز عمل ہماری زندگی کے مختلف النوع گوشوں کو منور کرنے کا سبب بن جاتا ہے۔میرے والد محترم کی پیشانی کشادہ، چمکتا ہوا پروقار وجیہ اور بارعب وباریش کتابی چہرہ، داڑھی کے بال تقریباً سفید، دل کش خدوخال، گندمی رنگ، ستواں ناک، میانہ قد، سڈول جسم، ہتھیلی ملائم، سر کے بال سیاہ اور سفید کا مرکب، شخصیت جاذب نظر، زبان بے باک، مسحور کن آواز اور آواز میں صفائی وبلند آہنگی، دین کے داعی، مزاج میں سنجیدگی اور زندہ دلی، فن تفسیر وحدیث اور عقائد کے ماہر اور کامیاب مدرس، علم دوست، بااخلاق، مریضوں کے نباض! مجسم اعتبار و پیکرِ اعتماد، خارزارِ دعوت کے رفیق، یہ تھے ڈاکٹر مولانا طاہر ندوی، سلفی اور مدنی۔طاہر ذہن، طاہر طینت، طاہر نام۔

نکتہ داں، نکتہ سنج، نکتہ شناس پاک دل، پاک ذات، پاک صفات

ولی صفت، شریف النفس، اقبال مند، دعاؤں کے پیکر، نماز کے رسیا۔ شرع کے پابند، صرف اللہ سے ڈرنے والے، مسلکی منافرت سے دور، تمام تر مذہبیت کے باوجود دیگر مذاہب کے افراد سے انسانی بنیادوں پر رواداری کے پیغامبر، مہمان نواز، غریب پرور، اہل علم کے قدردان، شاعرانہ مزاج کے حامل، قرآن وسنت کے پابند، چہرے پر بشاشت اور مسکراہٹ، زبان میں قطعیت اور فصاحت، متانت وسنجیدگی سے لبریز پرنور چہرہ اور زبان پر ہر لمحے دعا۔

کبوتر پالنا، انہیں دانہ ڈالنا، وضو کرتے وقت ان کا پانی بدلنا، لوگوں کو کبوتر کے بچے تحفتاً بھیجنا ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ ان کے انتقال کے بعد گھر کے کبوتر کئی دنوں تک اداس رہے جو ان کے بیدار ہوتے ہی غٹرغوں غٹرغوں کرنے لگتے تھے، گویا انہیں سانپ سونگھ گیا ہو۔ بلی کو بٹیر کی ہڈی کھلانا، بکری پالنا، خود بھی اس کی دیکھ ریکھ کرنا اور ہم بھائی بہنوں سے بھی اس کی دیکھ ریکھ کروانا ان کے فرائض میں شامل تھا۔ اکثر انبیائے کرام کا ذکر کرکے کہتے، جانتے ہو انبیا نے بکریاں کیوں چرائیں؟ اور وجہ بھی خود ہی بتاتے۔ تاکہ دعوت وتبلیغ کا کام کرنا آسان ہو جائے اور معتدل رویہ قائم رہے کیوں کہ بکری بھی انسان کی طرح جلدی قابو میں نہیں آتی۔ قربانی کے بکرے کا نام ضیف الرحمٰن رکھتے۔ قربانی چاہے بڑے کی ہو یا چھوٹے کی اس کو خود ذبح کرتے اور کرواتے۔ چمڑے اور گوشت وغیرہ کٹوانے کا کام اپنے بچوں سے ہی کرواتے، اپنی بیٹیوں سے بھی ذبح کرنے کو کہتے اور کہتے کہ اگر کوئی ظالم تمہاری طرف دست درازی کی کوشش کرے تو یہ عیدالاضحیٰ ہمارے لیے اللہ کی طرف سے ٹریننگ ہے۔ میں نے کبھی بھی اپنے گھر میں قصاب کو عیدالاضحیٰ میں آتے نہیں دیکھا۔ اس لیے ہمارے گھر میں سب سے پہلے قربانی ہوتی تھی۔ جن کے یہاں قربانی نہیں ہوتی یا دیر سے ہوتی والد صاحب ان کے یہاں فوراً گوشت بھجوا دیتے۔ ایام تشریق کے آخری دن یعنی تیرہ ذوالحجہ کو قربانی کا خاص اہتمام کرتے اور لوگوں کو خاص طور پر مدعو کرتے۔ غیر مسلم پڑوسیوں کو بھی قربانی اور عقیقے کا گوشت بھیجتے۔

میاں نذیر حسین محدث دہلوی کے شاگرد مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کے میدان دعوت وتبلیغ کے خطوں میں سے ایک خطہ ضلع سیتامڑھی ہے۔ اس خطے میں بَرہروا، مُرول، مولانگر، شاہ پور، بجھار پور کے بیچ ایک مردم خیز بستی آواپور آباد ہے۔ اسی بستی میں مقیم مولانا ڈاکٹر محمد طاہر سلفی مدنی نے ابھی ناظرہ قرآن مکمل ہی کیا تھا کہ شفقت پدری سے محروم ہو گئے۔ بچپن میں جسمانی طور سے اس قدر کمزور تھے کہ لوگ انہیں پان کے پتے سے تشبیہ دے کر پان بابو تک کہنے لگے۔ میرے والد محترم کا زمیں دار گھرانا میدانِ علم وعمل میں معروف تھا۔ والد صاحب کے انتقال کے چند روز بعد ایک خط نے مجھے چونکا دیا یہ خط مدرسہ سلفیہ آرا سے تعزیتی پیغام کے طور پر ارسال کیا گیا تھا۔ اس خط اور فون پر رابطے کے بعد جو معلومات مجھے حاصل ہوئیں وہ یہ تھیں کہ مدرسہ سلفیہ آرا کو میاں نذیر حسین محدث دہلوی کے ایک دوسرے شاگرد رشید مولانا حافظ ابومحمد ابراہیم آرویؒ نے 1880 سے پہلے قائم کیا تھا۔ اس علمی درسگاہ میں تقریباً بارہ سو سے زیادہ طلبہ رہا کرتے تھے۔ یہاں مصر وشام اور عرب ممالک سے بھی دینی تعلیم کی پیاس بجھانے بڑی تعداد میں طلبہ تشریف لاتے اور دریائے علم کے شناور بنتے۔ سلفی مکتبۂ فکر کی اس معروف اور عظیم دینی درس گاہ میں آزادی سے بہت پہلے میرے پردادا جناب مولانا قمرالدین صاحبؒ کو بھی درس وتدریس کے فرائض انجام دینے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ یہ تو معلوم تھا کہ میرے دادا مولانا محمد یعقوب صاحب نے اسی درسگاہ سے اپنی تعلیم مکمل کی تھی لیکن میں اس بات سے لاعلم تھا کہ میرے پردادا نے بھی وہاں تدریسی خدمات انجام دی ہیں۔ دادا محترم کے بارے میں والد صاحب اکثر فرمایا کرتے کہ وہ نہایت غیور مسلمان تھے اور صوم وصلوٰۃ کے ایسے پابند کہ گھر میں مارشل لا نافذ رکھتے اور مہمانوں کی تعظیم میں بچھے رہتے۔ یہ بھی حسن اتفاق ہی ہے کہ سلفیہ آرا جب ایک زمانے تک شعاعِ علم بکھیر کر چند برسوں کے لیے بجھ گیا تو اس شمع کو پھر سے مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی نے دربھنگہ میں از سرِ نو 1918 میں روشن کیا جس میں مولانا طاہر ندوی سلفی نے پہلے طالب علمی کے ادوار گذارے پھر ندوۃ العلماء اور مدینہ منورۃ سے حصول تعلیم کے بعد پہلے استاذ پھر استاذ الاساتذہ کی حیثیت سے یعنی میرے خاندان کی تیسری پیڑھی نے اس ادارے میں اپنی خدمات پیش کیں۔ ہمارے خاندان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ پردادا استاذ کی حیثیت سے دادا طالب علم کی حیثیت سے تو والد محترم طالب علم اور استاذ دونوں کی حیثیت سے اس ادارے کا حصہ رہے۔

3 اکتوبر 1965 کو میری والدہ جب بیاہ کر آواپور تشریف لائیں اس وقت ہمارے والد کے گھر کی مالی حالت قدرِ خراب تھی۔ ہماری دادی جان مفلوج اور نہایت کمزور تھیں لیکن نازوں میں پلی میری والدہ ہمیشہ اور ہر وقت گھر کے تمام کاموں میں حصہ لیتیں، دادی فضیلۃ النساء کی تمام تر تیمارداری اور صفائی ستھرائی کا کام اپنے ذمہ رکھتیں۔ دن رات ان کی خدمت میں لگی رہتیں جس سے دادی بہت خوش ہوتیں اور دعائیں دیتیں۔ محلوں جیسے ماحول سے آئی ہوئی میری والدہ کبھی کسی بھی حال میں حرف شکایت زبان پر نہ لاتیں، مجھے یاد ہے کہ ہمارا گھر مٹی اور جھانجھ یعنی بانس کا بنا ہوا تھا۔ میرے گاؤں میں پختہ چھت دار ایک مکان تھا جس کی سیڑھیوں پر چڑھ کر میں اکثر کھیلا کرتا، وہاں موجود ایک بزرگ خاتون جو بہت پیاری سی تھیں میرے گرنے کے ڈر سے کبھی کبھی مجھے ڈانٹ دیتیں اور ایک مخصوص جملہ اکثر دہراتیں جس کو برا مان کر میں اپنی والدہ سے کہتا کہ شبیر بھائی کے پاس چھت والا مکان ہے ہمارے پاس کیوں نہیں؟ والدہ فرماتیں ان شااللہ اللہ جلد عطا کر دیگا اور ہم نے دیکھا کہ پانچ سال کے اندر ہی اللہ نے ہمیں آواپور اور دربھنگہ شہر میں پختہ اور عمدہ مکان عطا کر دیا۔ ہم پندرہ بھائی بہن ہیں۔ جن میں تین جڑواں پیدا ہوئے لیکن انہیں کبھی کسی ڈاکٹر کے یہاں جانے کی ضرورت نہ پیش آئی، والد کی دعا اور ہومیوپیتھی ہی کافی وشافی ہوتی۔ پندرہ بچوں میں سے سات کا انتقال ہو گیا لیکن میں نے ہمیشہ انہیں صابر وشاکر پایا۔ میری دادی بھی بہت نیک خاتون تھیں، کمزور ترین حالت میں بھی تہجد فوت نہ ہونے دیتیں اور فجر کی نماز کے بعد ذکر واذکار اور دوسرے اشعار کے ساتھ یہ شعر کثرت سے دہراتیں:

دکھادے یاالٰہی وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں پر رات دن مولا تری رحمت برستی ہے

میں نے دادا یا دادی میں سے کسی کو نہیں دیکھا لیکن والد صاحب یہ شعر پڑھ کر اکثر فرماتے کہ میری والدہ کی یہ دعا ایسی قبول ہوئی کہ خاندان کے تقریباً تمام افراد نے مکہ مدینہ دیکھ لیا۔ میں نے ان کی طرف سے حج وعمرہ ادا کیا، شہر مدینہ سے تعلیم حاصل کی اور قبولیت کی حد تو یہ ہے کہ تمہارے چچازاد بھائی مظفرالاسلام مدنی مسجد نبوی میں داعی ہیں اور ان کا بیٹا مجاہد مسجد نبی ﷺ میں قرآن پڑھاتا ہے۔ اللہ اکبر! (الحمدللہ علیٰ احسانہ)

گھر کے افراد دیندار ہونے کے ساتھ ساتھ خوددار اور غیور بھی تھے۔ دل کھول کر، اعلانیہ اور پوشیدہ خرچ کرنے والے اس گھرانے میں ایک دفعہ جب نمک ختم ہوگیا تو میری پھوپھی حفصہ نے کہا کوئی بات نہیں آج ہم نمک کے بغیر ہی کھانا کھالینگے کم از کم کوئی یہ تو نہیں کہے گا کہ یعقوب کے گھر میں کل نمک ختم ہوگیا تھا اور اس گھر سے کوئی نمک مانگنے آیا تھا۔ میرا عقیقہ میری پھوپھی حفصہ نے ہی کیا تھا اس میں انہوں نے اپنے گھر کے پلے ہوئے دو بکرے ذبح کیے تھے۔ ابھی میں چھ ماہ کا ہی تھا کہ وہ اس دار فانی سے رخصت ہوگئیں۔

والد ماجد کو اپنی سسرال پر ہمیشہ ایسا فخر رہا کہ انتقال کے چند دن پہلے کسی نے ایک جگہ اُس گاؤں کے خلاف کچھ کہہ دیا تو ناراض ہوگئے۔ ان کی بڑی تمنا تھی کہ ہم بھائیوں میں سے کسی کی شادی دیورا بندھولی میں ہو، اکثر کہا کرتے تم میں سے کسی کو میری جیسی سسرال نہ ملی۔ اس گاؤں میں میں نے کئی ایسی خوبیاں دیکھیں جو مجھے کسی دوسری جگہ نہ دکھائی دیں، میرے والد جب وہاں جاتے تو ایسا معلوم ہوتا جیسے وہ پورے گاؤں کے داماد ہیں، داماد کی ایسی خاطرداری میں نے کہیں اور نہیں دیکھی۔ جب بھی اس گاؤں کے کسی گھر میں کوئی مہمان آتا تو پڑوس کے گھروں سے بغیر کہے فوراً ایک دو سالن اور کھانے پینے کی دوسری اشیا آجاتیں۔ نمازیوں کو دعوت دینے کا رواج تھا۔ یہ رواج بھی میں نے کسی دوسرے گاؤں میں نہیں دیکھا۔ میرے چھ ماموں ہیں۔ سب کے سب میرے والدین پر جان نچھاور کرتے تھے۔ ماموں کے علاوہ میری خالہ اور ممانی وغیرہ بھی میرے والدین سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ والد صاحب بھی ان کی تعلیم وتربیت کے لیے کوشاں رہتے۔ میری نانی اور ماموں گاہے بگاہے ہمارے گھر تشریف لاتے رہتے اور ساتھ ہی ہر موسم کے پھل خصوصاً اپنے باغ کے عمدہ آم اور پکوان وغیرہ کثرت سے لاتے۔ ہم بھائی بہنوں نے اپنے بچپن کا بہت سا وقت ننہال میں گزارا ہے۔ ہمارا ننہالی کنبہ بھراپُرا تھا لوگ ایک دوسرے میں گھلے ملے اور بے تکلف تھے اکثر مذاق کا دور بھی چلتا لیکن حد ادب ملحوظ رہتا۔ میرے والد صاحب کی کوششوں سے ہی میرے چچازاد بھائی مظفرالاسلام عمری، حافظ مظہر اور میرے ماموں شکیل عمری اور معراج سلفی وغیرہ تعلیم سے بہرہ ور ہوئے۔ والد صاحب اپنے بھائیوں سے بے پناہ محبت کرتے اگر کسی کی حالت کمزور دیکھتے تو اپنی رہائش کی زمین بھی حسب ضرورت اس کے نام کرنے سے نہ چوکتے۔

جناب مسعود امین صاحب میرے چچا بے حد نڈر اور خوش عقیدہ تھے۔ ایک بھگتا (تانترک) طرح طرح کے شعبدے دکھا کر گاؤں کے بھولے بھالے لوگوں پر اپنی دھاک جمایا کرتا تھا۔ اسی علاقے میں ان کی پوسٹنگ تھی۔ چچا کو جب معلوم ہوا تو کہنے لگے کہاں ہے؟ میرے سامنے اپنا شعبدہ دکھائے! بہرحال بات یہ طے پائی کہ وہ گرم کھیر کے سمئی (برتن) میں اپنا ہاتھ ڈالے گا۔ چچا نے اسے چیلنج کرتے ہوئے کہا! ڈال کر دکھا! تو بے ایمان! ایسا کر ہی نہیں سکتا۔ اگلے دن اس تماشے کو دیکھنے پورا گاؤں جمع ہوگیا لیکن ان کی ایمانی طاقت کے سامنے اسے راہ فرار اختیار کرنی پڑی۔ میرے چچا مسعود امین والد محترم کے سب سے بڑے بھائی تھے انہوں نے ہی میرے والد کی تعلیم کا سارا خرچ اٹھایا تھا۔ والد صاحب زندگی بھر ان کے ممنون رہے۔ بھائی محمود، بہن حفصہ اور بھائی طیب کے احسانات بھی جو ان کے بچپن کے دنوں کے تھے ہمیشہ یاد رکھتے اور ان کے لیے رو رو کر دعائیں کرتے۔

ہمارے آبائی مکان سے متصل والد ماجد نے ایک جگہ لے کر پختہ مکان بنوایا تھا۔ یہ اپنے محل وقوع کے اعتبار سے بڑی پرفضا جگہ ہے اور بے حد خوبصورت مناظر کا حامل ہے۔ اس مکان کے چاروں طرف کھیت ہیں اور گھر کے دو اطراف میں والد محترم نے مختلف قسم کے پھلوں کے پیڑ لگوا دیے تھے۔ یہاں سے جب بھی سیلاب کا پانی گذرتا ہے تو ہمارا گھر ایک جہاز کے مانند ہوجاتا ہے لیکن پانی گھر میں داخل نہیں ہوتا۔ ہم اپنے گھر کے باہر نکل کر یا کھڑکی کے اندر سے مچھلی کا شکار کرتے۔ مچھلی کا شکار بھی ایک فن ہے، کانٹا اور ڈور کب کھینچنا ہے اور کس طرح کھینچنا ہے اس فن میں بھی والد محترم طاق تھے۔ ہم تمام بھائی بہنوں میں ان سے بہتر مچھلی کا شکار کوئی نہیں کرسکتا تھا۔

ان کی خواہش ہوتی کہ ان سے متعلق کوئی شخص اگر دربھنگہ آئے تو ہمارے گھر ضرور تشریف لائے۔ میرے چچازاد بھائی ظفر اور گاؤں کے بہت سے لوگوں کو ملاقات کے دوران اور فون پر بار بار آنے کو کہتے۔

اخبارت ورسائل میں مستقل مسلکی منافرتوں اور مذہبی تشدد کے بارے میں پڑھ اور سن کر میں نے ایک دن ان سے سوال کیا کہ کیا نعوذ باللہ ان سب مذہبی فسادات واختلافات کا ذمہ دار اللہ ہے؟ جس نے انسانوں کو مذہب ومسلک میں بانٹ کر لڑائی کا درس دیا ہے؟ فرمانے لگے بیٹے کتابیں پڑھو انعام دونگا۔ اس طرح بہت سی کتابوں کا مطالعہ کروایا اور فرمایا جسے تم تسلیم کرو وہاں کوئی غلطی نہیں ہونی چاہئے کیوں کہ اللہ غلطی نہیں کرسکتا۔ جسے تم مانو وہ ایسا قانون زندگی ہو جو ہر جگہ کے لیے اپلی کیبل اور نیچرل ہو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کسی ایک ملک یا خطہ کی چیز ہو بلکہ اسے یونیورسل اور فطری ہونا چاہئے۔ جسے تم قبول کرو وہ اللہ کی جانب سے ہونا چاہئے نہ کہ مذاہب کے علماسوء یا فلسفیوں کی طرف سے۔ یہ سارا جھگڑا مذہب کے نام پر دکان چلانے والے سیاست داں اور دوسرے نام نہاد مذہبی افراد کا کھڑا کیا ہوا ہے۔ میں ان حقائق کی روشنی میں اللہ اور دنیا کی حقیقتوں سے آشنا ہوتا گیا اور میرا ایمان پختہ سے پختہ تر ہوتا گیا الحمدللہ۔

مولانا آزاد سے ابوجان کو بڑا لگاؤ تھا ان کی کتابیں اکثر مطالعے میں رہتیں۔ خصوصاً ترجمان القرآن اور اس کا مقدمہ خود بھی پڑھتے اور لوگوں کو بھی پڑھنے کا مشورہ دیتے۔ طالب علمی کے زمانے میں علی گڑھ میٹرک کا امتحان دینے گئے تو کسی نے پوچھا علامہ شبلی کو جانتے ہو؟ ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے فرمایا ''اپنے باپ کو کون نہیں جانتا''۔ سیرت کی کئی کتابوں کے ساتھ مولانا کی سیرت النبی ہمیشہ ان کی الماری میں دھری رہتی۔ مسدس حالی، اکبرالہ آبادی، سعدی اور دوسرے اردو اور فارسی شعراء کا

کلام اکثر موقع بہ موقع سناتے۔تعلیم کا شوق ایسا تھا کہ جب مستی چک، ضلع چھپرا میں انہیں ہائی اسکول میں سرکاری نوکری ملی تو ہومیوپیتھی پڑھنے کے شوق میں نوکری تک چھوڑ دی! اسکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے سال بھر انتظار کیا لیکن والد محترم تعلیم چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوئے اور سنہا کالج سے ہومیوپیتھی کی ڈگری حاصل کرتے ہوئے دارالعلوم احمدیہ سلفیہ میں مدرسی کے فرائض انجام دینے لگے۔

ایک دفعہ میں نے قاضی مجاہدالاسلام قاسمیؒ کی داڑھی پر سوال کرتے ہوئے پوچھا کہ اتنے بڑے عالم دین ہیں اور ان کی داڑھی نہیں ہے؟ دراصل ان کو قدرتی طور سے داڑھی تھی ہی نہیں لیکن میرا بچپنا! میری سمجھ اتنی ہی تھی! والد محترم مجھے ان کے پاس لے گئے اور ان سے پوچھنے کو کہا۔ میرے شرمانے پر والد صاحب نے سوال دہرایا، ایک فارسی شعر پڑھ کر مذاق کے انداز میں کچھ کہا اور پھر وہاں موجود تمام احباب بھی مسکرانے لگے۔

ایک دفعہ میں نے مفسر قرآن ڈاکٹر لقمان صاحب حفظہ اللہ پر بعض اعتراضات کئے جو میں نے چندنا کارہ اور جوہر سے خالی نافہموں سے سنے تھے۔ والد محترم مجھے چندن بارہ جامعہ امام ابن تیمیہ لے گئے جو ایک سال ہی سہی میری بھی مادر علمی رہی ہے۔ شیخ کے کمرے میں مجھے تنہا بھیج کر کہا جاؤ اپنے تمام سوالات ان کے سامنے رکھو۔ میں ان کے کمرے میں کوئی دس بجے رات کو سلام کر کے داخل ہوا اور وہ تمام سوالات دہرائے جو والد صاحب سے کئے تھے۔ شیخ نے میرے تمام اعتراضات بغور سنے اور ہر سوال کا تشفی بخش جواب دیا۔ جس کا لب لباب یہ تھا کہ بیٹے میں بھی ایک انسان ہوں غلطیاں کرتا ہوں لیکن جب کام کرنے نکلا ہوں تو ہزار ہا راہزن، بدقماش اور منافقین نیک کام میں رکاوٹ بنتے ہیں، بس گنتی کے لوگ ایمانداری سے کام کرتے ہیں ایسے میں کئی بار ایسی باتیں ہو جاتی ہیں۔ میں نے کوئی ایسا کام ہرگز نہیں کیا جس سے کسی کی حق تلفی یا کسی پر ظلم ہو لیکن میں تمام لوگوں کی امیدوں پر کھرا ابھی نہیں اتر سکتا۔ جو لوگ اصلاح وتعاون کی بجائے وہ کام کرتے ہیں جو سب کے لیے نقصان کا باعث بنتا ہے انہیں میرے لیے دعا کرنی چاہئے اور اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔ اللہ مجھے بھی بہتر کاموں کی ہدایت دے۔ فجر کی جماعت کے بعد طلبہ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے رات ابن طاہر سے میرا مناقشہ ہوا جس میں ابن طاہر نے مجھ سے یہ اور یہ سوالات کیے جن کے میں نے یہ اور یہ جوابات دیے۔ بچو! جو کام جہاں اور جو لوگ بھی کر رہے ہیں ان کے معاون بنئے اور جو کام ہو رہا ہے اسے مزید بہتر ہونے کی دعا اور سعی کیجیے اور جو کام مجھ سے نہیں ہو پا رہا یا مجھ سے آپ کو شکایت ہے اس کام کے لیے اپنے آپ کو ابھی سے تیار کیجئے۔

ابو جان سفر سے بہت لطف اٹھاتے، معمول سے زیادہ کھاتے پیتے اور اپنے ہم سفروں کو بھی کھلاتے پلاتے اور خوب باتیں کرتے۔ گفتگو کا اکثر حصہ علامات قیامت، بعث بعد الموت اور حالات حاضرہ ہوتا، سفر میں سنترے، گزک (گجک)، مونگ پھلی وغیرہ کثرت سے استعمال کرتے، اس معاملے میں اپنے ایک دوست مولانا عبدالسمیع جعفریؒ کے طرزِ عمل کو بہت پسند کرتے۔ والد صاحب کو میٹھا، مٹھائی اور آئس کریم بہت پسند تھی۔ ٹرین میں کوئی بھی سامان بیچنے والا آتا تو اس سے ضرور خریدتے اور دوران سفر کسی بزرگ یا کسی خاتون کے آنے پر انہیں جگہ دینے کو کہتے۔ لوگوں کے سامان رکھنے اور اتارنے میں تعاون کی ہدایت کرتے۔ والد محترم ملک کے کسی بھی حصے کا سفر کرتے تو اپنے ساتھ کسی کو ضرور لے جاتے۔ اپنے بیٹے بیٹیوں میں سے سب کی باری مقرر کر رکھی تھی کہ ایک دفعہ یہ بیٹا یا یہ بیٹی والد محترم کے ساتھ سفر پر جائیں گے۔ اس طرح ہم تمام بھائی بہنوں نے ملک کے کئی شہر اور قصبات دیکھ لیے۔ والد صاحب جب کبھی ہمارے آبائی وطن آواپور ٹرین سے جاتے اگر کبھی بھیڑ کی وجہ سے ٹکٹ نہیں لے پاتے تو منزل مقصود پر پہنچ کر ٹکٹ لیتے اور اسے پھاڑ دیتے دیانت وتقوی کا یہ انداز بھی والد محترم کے یہاں ہی دیکھا۔

فضول خرچی کو نہایت قبیح عمل تصور کرتے۔ کپڑے جوتے اور دوسری ضروری چیزیں بھی دو تین جوڑے سے زیادہ نہ رکھتے۔ اگر ہم بھائی بہنوں میں سے کوئی لے آتا تو ناراض ہوتے اور اسراف وتبذیر پر قرآنی آیات کی تفسیر بیان کرتے ہوئے آخرت میں جوابدہی کا احساس دلاتے اور کہتے کہ اگر فضول خرچی جائز امور میں ہو تو یہ حرام ہے اور اگر حرام اشیا میں ہو تو تبذیر ہے ایسے اشخاص کو اللہ نے شیطان کا بھائی قرار دیا ہے۔ اس لیے اللہ سے ڈرتے رہو اور دوسرے ضرورت مندوں کی مدد کرو۔

مردوں کے پردے پر بھی اتنا ہی زور دیتے جتنا عورتوں کے پردے پر۔ ہاف آستین کی بنیان پہنتے، گھر میں آتے ہی تہ بند باندھ لیتے لیکن گھر سے باہر کسی بھی صورت میں پاجامہ پہنے بغیر نہ جاتے، دوسروں کو بھی سختی سے تہبند میں باہر نکلنے سے منع کرتے۔ اگر مجھے غسل خانے سے باہر آنگن میں غسل کرتے دیکھتے تو منع کرتے۔ ''کہتے حیا نہیں تو جو چاہو کرو''۔ گھر میں آتے ہی اچھی طرح صابن سے ہاتھ دھوتے اور دھلواتے۔ مسجد و مدرسہ یا کسی رفاہی کام میں پیسہ دیتے تو اس کی خریداری میں بھی حصہ لیتے۔ کسی بھی مسجد ومجلس میں وقت مانگ کر لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کا پیغام سناتے۔ زندگی کی حقیقت کو واشگاف کرنے والے قرآنی واقعات اور دوسرے قصے انہیں بہت یاد تھے جنھیں وقتاً فوقتاً سناتے رہتے۔ آج کے حالات سے نبرد آزما والدین پر گفتگو کرتے ہوئے اکثر کہا کرتے ''اس دور میں ہر صاحب اولاد بے اولاد ہو گیا''۔ مدارس ومساجد قائم کرتے، ان کی سرپرستی فرماتے لیکن عہدے کبھی قبول نہ کرتے۔ ہر سال بہت سا اصلی شہد خریدتے اور اپنے خاص دوستوں کو بطور ہدیہ بھیجتے۔

ناراضگی یا غصہ زندگی کا وہ احساس ہے جو ہر غیرت مند اور محبت کے ساتھ دھڑکنے والے دلوں میں وجود پذیر ہوتا ہے۔ غصہ اور ناراضگی کے بغیر محبت کے احساسات بھی اکثر پھیکے ہی رہتے ہیں۔ غصہ نرمی کے ساتھ، ناراضگی محبت کے ساتھ، ڈانٹ مخصوص جملوں کے ساتھ اور کبھی کبھی سخت ناراضگی بادل کی گھن گرج کی طرح۔ لیکن کوئی نہ تھا جو اسے برا سمجھتا۔ ان کی ڈانٹ ہمارے لیے زندگی میں سائبان اور نغمۂ زندگی کی طرح تھی۔ طلبا اساتذہ اور ہم بچوں کے لیے غلطیوں میں ڈھال اور غلط روش سے مثبت زندگی کی نوید تھی۔ جس سے ناراض ہوتے اس سے گفتگو اور بلا بھیجنے یا فون کرنے میں پہل بھی وہی کرتے۔

لب پہ احباب سے بھی تھا نہ گلا　　　دل میں اعدا سے بھی غبار نہ تھا

(جاری)

☆☆☆

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام اٹھارہواں آل انڈیا مسابقہ حفظ و تجویدو تفسیر قرآن کریم ۲۸-۲۹/ جولائی ۲۰۱۸ء کو دہلی میں رجسٹریشن کا عمل جاری

دہلی:۲۶/اپریل ۲۰۱۸ء، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام حسب سابق امسال بھی ''اٹھارہواں کل ہند مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم'' بتاریخ ۲۸-۲۹/ جولائی ۲۰۱۸ء، مطابق ۱۵-۱۶/ ذوالقعدہ ۱۴۳۹ھ بروز ہفتہ، اتوار بمقام اہل حدیث کمپلیکس، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، اوکھلا نئی دہلی بڑے تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہورہا ہے جس میں ملک بھر سے بلاتفریق مسلک بڑی تعداد میں طلبہ دینی مدارس وعصری جامعات کی شرکت متوقع ہے۔ رجسٹریشن کا عمل جاری ہے۔ یہ اطلاع آج مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی نے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری اخباری بیان میں دی۔

ناظم عمومی نے مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کے انعقاد کی اہمیت وضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ہر سال آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم بڑے تزک واحتشام کے ساتھ منعقد کرتی ہے تاکہ مسلمانوں کے اندر قرآن کریم کی تلاوت، تجوید وحفظ اور اس کے معانی وتفسیر پر غور وتدبر کا شوق پیدا ہو، ان کی زندگی کو قرآنی تعلیمات سے ہم آہنگ ہو اور نئی نسل کے اندر مسابقتی ذوق بیدار ہو۔ مقام شکر ہے کہ ان اعلیٰ مقاصد میں بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے اور ملکی سطح پر اس کے غیر معمولی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

ناظم عمومی نے مزید کہا کہ ہر دور میں قرآن کریم پر عمل کے ساتھ ساتھ اس کی تعلیمات کو عام کرنا ایک قومی وملی ہی نہیں بلکہ ایک انسانی فریضہ رہا ہے۔ اس لیے کہ قرآن کریم اللہ رب العزت کا اپنے بندوں کے نام وہ آخری پیغام امن وسعادت اور کتاب رشد وہدایت ہے جس میں ساری انسانیت کی دنیوی واخروی بھلائی وکامرانی اور عروج ونہوض کا راز مضمر ہے۔

انہوں نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ ایسے وقت میں جبکہ ہر سطح پر مختلف قسم کی عصبیات کو ہوا دے کر اور مادی جذبے سے سرشار ہوکر آدمی آدمی کا دشمن بنا ہوا ہے۔ عدل وانصاف پر سوالات اٹھ رہے ہیں۔ ذات، برادری، دھرم، مذہب اور ازم کے نام پر تشدد ومنافرت کو ہوا دی جارہی ہے، امن وشانتی کی فضا کو مکدر کرنے کی کوشش ہورہی ہے اور دہشت گردی الگ مسئلہ بن کر کھڑا ہے، قرآن مجید کی روحانی وروشن تعلیمات کو عام کرنے کی ضرورت مزید دوچند ہوجاتی ہے۔ اس لیے کہ قرآن کریم منافرت ومخاصمت، قتل وخوں ریزی، فساد وبگاڑ اور خوف ودہشت گردی کو مٹاتا ہے اور الفت ومحبت، بناؤ واصلاح، امن وشانتی اور جان ومال کی تحفظ کی تعلیم دیتا ہے اور ہر طرح کے امتیازات اور عصبیتوں کو ختم کرکے اخوت انسانی کی تعلیم دیتا ہے اور کہتا ہے کہ تم سب ایک ماں باپ کی اولاد ہو۔

مولانا محمد ہارون سنابلی نے کہا کہ اس مسابقہ کے کل چھ زمرے ہیں۔ ہر زمرے میں اول دوم سوم پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ نقد انعام کے علاوہ توصیفی سند اور دیگر ہدایا سے نوازے جائیں گے۔ اسی طرح مسابقہ کے تمام شرکاء کو توصیفی سند اور ہدیے دیئے جائیں گے۔ مسابقہ کی تفصیلات اور فارم مرکزی جمعیت اہل حدیث کے مرکزی وصوبائی دفاتر، جریدہ ترجمان اور مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی ویب سائٹ www.ahlehadees.org سے بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

اہل حدیث کمپلیکس، اوکھلا، نئی دہلی میں

عظیم الشان عمارت اور آڈیٹوریم

کا تعمیراتی منصوبہ روبعمل

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اہل خیر حضرات کے تعاون سے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اور اس کے جملہ شعبہ جات حرکت ونشاط کی جیتی جاگتی تصویر ہیں اور سماج ومعاشرہ کی اصلاح کے سلسلے میں اپنی موجودگی کا ہر سطح پر تسلسل سے احساس کرا رہے ہیں جس کا ہر خاص وعام کو احساس بھی ہے اور اعتراف بھی۔

جمعیت کے کاموں کو مزید تیز گام کرنے کے لیے اہل حدیث کمپلیکس، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، اوکھلا، نئی دہلی میں عالیشان بلڈنگ اور آڈیٹوریم جس کا سنگ بنیاد تقریباً ۶ رسال پہلے امام حرم مکی فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن السدیس حفظہ اللہ کے دست مبارک سے رکھا گیا تھا اس کی تعمیر کا آغاز کردیا گیا ہے۔ لہٰذا اہل خیر حضرات سے مؤدبانہ ومخلصانہ اپیل ہے کہ ہمیشہ کی طرح مرکزی جمعیت کے اس عظیم تعمیراتی مد میں اپنا خصوصی بیش قیمت مالی تعاون فرمائیں۔ اور اہل خیر حضرات کی توجہ اس جانب مبذول کرانے میں بھی سرگرم رول ادا کرکے مشکور وماجور ہوں۔ ''وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا''

اپیل کنندگان: ذمہ داران واراکین مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

A/c 629201058685 (ICICI Bank) Chandni Chowk, Delhi-6

(RTGS/NEFT/IFSC CODE ICIC0006292)

جامعۃ المؤمنات جودھپور کا سالانہ اجلاس:

مورخہ ۱۵/اپریل ۲۰۱۸ء بروز اتوار صبح تا ظہر زیر صدارت وکیل محمد عاقل غوری صاحب وزیر نظامت مولانا عبداللہ اشرف نوری سالانہ پروگرام منعقد ہوا۔ جس میں جامعۃ المومنات کی طالبات نے عربی، اردو، ہندی اور انگریزی میں توحید، آخرت، پردہ، مقام صحابہ، جنت و دوزخ، ایمان واستقامت، تربیت اولاد پر تقریری مظاہرہ پیش کیا۔ سامعین اور خواتین کی کثیر تعداد کے علاوہ اراکین جامعہ، شہری جمعیت اہل حدیث جودھپور کے ذمہ داران وعہدیداران اور افراد جماعت نے شرکت کی۔ مقابلہ میں اول دوم سوم پوزیشن حاصل کرنے اور عالمیت کی ڈگری حاصل کرنے والی طالبات کے درمیان انعامات تقسیم کئے گئے۔ آخر میں صدر اجلاس جناب وکیل محمد عاقل غوری صاحب کے صدارتی کلمات اور مولانا عبدالصمد سلفی صاحب کی دعاؤں پر جلسہ کا اختتام ہوا۔ (وکیل محمد عاقل غوری، جامعۃ المؤمنات، جودھپور، راجستھان)

ایک روزہ اتحاد امت کانفرنس: مرکز عبداللہ بن مسعودؓ نوجوانان شاہ گنج محمد پور پٹنہ کے زیر اہتمام 29 اپریل بروز اتوار بعد نماز عصر تا 11.30 بجے شب ایک روزہ عظیم الشان اتحاد امت کانفرنس زیر صدارت فضیلۃ الشیخ ذکاء اللہ مدنی حفظہ اللہ سابق استاذ جامعہ امام ابن تیمیہ چندن بارہ مشرقی چمپارن اور زیر سرپرستی فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند دہلی، منعقد ہوئی۔ بعد نماز عصر مرکز عبداللہ بن مسعودؓ کے طلبہ و طالبات کا پروگرام ہوا۔ بعد نماز مغرب اتحاد امت کانفرنس کا آغاز ہوا۔ نظامت کا فریضہ شیخ جمیل اختر شفیق تیمی نے بحسن خوبی انجام دیا۔ اس کانفرنس میں شیخ ذکاء اللہ مدنی نے اپنے صدارتی خطاب میں اخلاق حسنہ پر زور دیا۔ شیخ عبداللہ زبیر سلفی استاذ جامعہ سلفیہ بنارس نے لا الٰہ کا معنی ومفہوم، شیخ ثناء اللہ مدنی ممبئی نے جنتی عورت اور شیخ مطیع الرحمٰن چترویدی نے ”اسلام کا غلط پروپگنڈہ میڈیا میں“ کے موضوع پر خطاب کیا۔ پروگرام بہت ہی کامیاب رہا۔ اس موقع پر بلا تفریق مسلک کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ خیر میں شیخ مطیع الرحمٰن چترویدی کی دعاؤں پر جلسہ اختتام کو پہنچا۔ (محمد جسیم احمد، ”دار الفناء“ عظیم آباد گھیرا، پٹنہ)

صوبائی جمعیت اہل حدیث پنجاب کی مجلس عاملہ کی میٹنگ: صوبائی جمعیت اہل حدیث پنجاب کی مجلس عاملہ کی ایک میٹنگ زیر صدارت ڈاکٹر عبدالدیان انصاری صدر صوبائی جمعیت اہل حدیث پنجاب منعقد ہوئی جس میں مولانا عبدالوہاب خلجی رحمہ اللہ کی وفات پر رنج وغم کا اظہار کیا گیا۔

مولانا عبدالوہاب خلجی رحمہ اللہ کا تعلق مالیر کوٹلہ سے تھا۔ وہ ایک مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم مالیر کوٹلہ میں حاصل کی۔ آگے کی پڑھائی کے لیے مدرسہ سبل السلام دہلی کا رخ کیا۔ یہاں سے مزید تعلیم کے لیے وہ جامعہ رحمانیہ بنارس گئے۔ دورانِ تعلیم دار الحدیث مدینہ منورہ سعودی عرب چلے گئے وہاں پر انہوں نے تقریبا چار سال قیام کیا۔

وطن واپسی پر کچھ جہاندیدہ لوگوں کی نظر آپ پر پڑی۔ اس وقت جمعیت اہل حدیث ہند تعطل اور جمود کا شکار تھی۔ جمعیت اہل حدیث ہند کو ایسے ہی فعال اور نوجوان عالم دین کی ضرورت تھی جو جمعیت اہل حدیث ہند کو گرداب سے نکال کر اللہ اور اللہ کے رسول کا پیغام عام لوگوں تک پہنچا سکے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی طرف سے مولانا عبدالوہاب خلجی رحمہ اللہ کو پہلے نائب ناظم اور بعد میں ان کے کام کو دیکھتے ہوئے قائم مقام ناظم اعلی کا عہدہ پیش کیا گیا۔ جو انہوں نے بخوشی قبول کرلیا۔ کیونکہ ان میں کام کرنے کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود تھی۔ جمعیت کی تڑپ آپ میں موجود تھی اور کام کرنے کا جذبہ وشوق تھا۔

مولانا عبدالوہاب خلجی رحمہ اللہ جمعیت اہل حدیث ہند کو ہندوستان کی دوسری اسلامی جماعتوں اور تنظیموں کے ہم پلہ ملک گیر متعارف کرانا چاہتے تھے یہ کام انہوں نے بڑے احسن طریقے سے کیا۔

آپ نے شہر شہر، گاؤں گاؤں سفر کیا۔ لوگوں میں دینی اور دنیاوی حمیت کو ابھارا۔ اللہ اور اللہ کے رسول کے بتائے ہوئے پیغام کو عام کیا۔ شرک و بدعت اور فرسودہ رسومات کے بارے میں اسلام کا واضح پیغام دیا۔ ان سارے مسائل کو قرآن وحدیث کی روشنی میں بہت ہی آسان زبان میں کتابچے شائع کرواکر لوگوں میں مفت تقسیم کیے۔ تاکہ بدعتی اور گمراہ لوگوں میں اسلام کی صحیح تعلیمات پہنچ سکیں۔ اور لوگ بے دینی اور گمراہیوں سے باہر نکل آئیں۔

مولانا عبدالوہاب خلجی رحمہ اللہ سنہ 1995ء سے سن 2005ء تک جمعیت اہل حدیث پنجاب کے صدر رہے۔ انہوں نے مالیر کوٹلہ میں ایک مدرسہ امام ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری کے نام سے شروع کیا۔ زمانے کے حالات دیکھتے ہوئے مدرسہ کے ساتھ ایک ورکشاپ (کارخانہ) کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ تاکہ بچوں میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ ہنرمندی بھی فروغ پاسکے۔ پر افسوس کچھ نامساعد حالات کی وجہ سے مدرسہ امام ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری کو بند کرنا پڑا۔

مولانا عبدالوہاب خلجی رحمہ اللہ نے اپنا ایک پبلشنگ ہاؤس ”دار العلمیہ“ کے نام سے شروع کیا۔ جس میں انہوں نے قرآن شریف، قرآن شریف کی مختلف تفاسیر بڑے بڑے اسلامی اسکالرز کے مسودے، اور عربی کی اچھی کتابیں اور اردو تراجم کے ساتھ ملت اسلامیہ کے سامنے پیش کیں۔

آپ کو حج کی سعادت نصیب ہوئی اور بارہا عمرہ کے لیے سعودی عرب تشریف لے گئے۔ آپ نے بہت سے یورپی ممالک کا دورہ کیا۔ عرب ممالک میں تو آپ متعدد بار گئے۔ انہوں نے اندرون ملک اور بیرون ممالک میں بے شمار کانفرنسوں، سیمیناروں اور میٹنگوں میں شرکت کی۔ آپ نے مختلف عنوانات پر مضامین لکھے۔ جن سے آپ کی فعالیت اور گوناگوں خوبیوں کا پتہ چلتا ہے۔

آپ مختلف ملی تنظیموں کے ذمہ دار اور عہدیدار بھی تھے۔ جیسے مسلم پرسنل لاء بورڈ، مسلم مجلس مشاورت کمیٹی، ملی کونسل اور جامعہ سلفیہ بنارس سے وابستگی وغیرہ وغیرہ۔

مولانا عبدالوہاب خلجی رحمہ اللہ کچھ عرصہ سے شوگر اور دل کے عارضہ میں مبتلا ہوگئے تھے۔ ان کو فالج کا اٹیک بھی ہوا تھا۔ پھر بھی ماشاء اللہ ہمت مرداں مدد خدا کے مصداق بہت ہمت والے تھے۔ سارے کام خود اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔ کچھ دن وہ پنت ہسپتال دہلی میں رہے۔ ڈاکٹروں نے ان کو مکمل آرام کا مشورہ دیا تھا۔

مشیت الٰہی کو کچھ اور منظور تھا۔ ۱۳/اپریل ۲۰۱۸ء بروز جمعہ ان کو ہارٹ اٹیک ہوا اور وہ قبل عصر تقریبا 3.45 پونے چار بجے اپنے حقیقی مالک سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ان کی تجہیز وتکفین ۱۴/اپریل ۲۰۱۸ء صبح ۱۰ بجے شیدی پورہ وکیل پنجابیان قبرستان میں عمل میں لائی گئی۔ جمعیت اہل حدیث پنجاب، مولانا عبدالوہاب خلجی رحمہ اللہ کی

وفات پران کے اہل خانہ اوررشتہ داروں سے تعزیت کا اظہار کرتی ہے اوراللہ تعالیٰ سے دعا گو کہ اللہ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے ان کی کوتاہیوں کو درگذر فرمائے، ان کے درجات بلند کرے، اور جنت الفردوس میں ان کو اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین
(منصور عالم، مالیر کوٹلہ، کارگذار ناظم اعلیٰ صوبائی جمعیت اہل حدیث پنجاب)

ضرورت امام و مدرس: جامعہ محمدیہ مقام وپوسٹ کربٹیا، دربھنگہ میں ایک سلفی عالم دین کی ضرورت ہے جو تدریس کے ساتھ ساتھ امامت وخطابت کا فریضہ بھی انجام دے سکیں۔ بہترین قیام وطعام کے ساتھ تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی۔ ضرورت مند حضرات جلد از جلد رابطہ کریں۔ حافظ محمد حنظلہ ادریس تیمی، نگراں تعلیمی امور جامعہ محمدیہ دربھنگہ، بہار، رابطہ نمبر: 9128293601,7903479704

ضرورت مدرسین: مدرسہ محمدیہ اہل حدیث ٹرسٹ، پرانا بس اسٹینڈ باڑی، ضلع دھول پور، راجستھان کے لیے چار مدرسین کی ضرورت ہے۔ جو کسی مشہور اہل حدیث ادارہ سے فارغ ہوں۔ متدین باشرع ہوں۔ جو بچوں کو بحسن وخوبی تعلیم وتربیت کے فرائض انجام دے سکیں مزید معلومات کے لیے رابطہ قائم کریں۔ mob:9460292858,9309025064 (سکریٹری مدرسہ محمدیہ اہل حدیث ٹرسٹ، پرانا بس اسٹینڈ باڑی، ضلع دھول پور، راجستھان)

ضرورت معلمات: مدرسہ دارالسلام التعلیمی للبنات، کاٹم کولی، وایا، راتو، ضلع رانچی، صوبہ جھارکھنڈ کے لیے دو ایسی معلمات کی ضرورت ہے جو ابتدائیہ تا ثانویہ سبھی جماعتوں میں درس وتدریس کے فریضہ انجام دے سکیں۔ ساتھ ہی وہ مدرسہ ہی میں رہ کر بچیوں کی صحیح تربیت کرسکیں۔ قیام وطعام کے علاوہ حسب صلاحیت تنخواہ دی جائے گی۔

نوٹ: ایسے معلمات کو ترجیح دی جائے گی جو کسی سلفی ادارے سے فارغ التحصیل ہوں گی۔ خواہش مند معلمات اس پر رابطہ کریں۔ (اطہر امام، ناظم اعلیٰ مدرسہ دارالسلام التعلیمی للبنات، 9304403714، 9703323401)

ضرورت اساتذہ: جامعہ دارالسلام عمرآباد بحمد اللہ اپنے علمی معیار، خدمت علوم اور دعوت دین کے میدانوں میں اپنی ایک پہچان رکھتا ہے۔ ہمیشہ اسے لائق، صالح اور متدین اساتذہ کی ضرورت رہتی ہے۔ اس سال بھی اونچی جماعتوں کے لیے دو، ثانویہ کے لیے دو، اور عصری علوم کی تعلیم کے لیے ایک، کل پانچ مستند اساتذہ کی ضرورت ہے، جن کے پاس تعلیم وتعلم کا تجربہ ہو، اور تدریس کے فرائض کو خدمت دین خیال کرتے ہوں۔

اسناد کی نقول کے ساتھ ۲۰/مئی ۲۰۱۸ء تک اپنی درخواستیں درج ذیل پتے پر روانہ فرمائیں: (The General Secretary, Jamia Darussalam Oomerabad Pin. 635808, Vellore (Distt) Tamil Nadu)

اعلان داخلہ: جامعہ محمدیہ مقام وپوسٹ کربٹیا، دربھنگہ، بہار جو الثقافۃ فاؤنڈیشن نئی دہلی کے زیر اہتمام دینی وتعلیمی خدمات انجام دے رہا ہے کے شعبہ حفظ میں جدید داخلہ مطلوب ہے۔ شعبہ حفظ میں اردو، انگریزی، ہندی اور حساب کی تعلیم کا بھی اہتمام ہے۔ سیٹیں محدود ہیں۔ کارجین حضرات جلد از جلد رابطہ کریں۔ حافظ محمد حنظلہ ادریس تیمی، نگراں تعلیمی امور جامعہ محمدیہ دربھنگہ، بہار، رابطہ نمبر: 7903479704, 9128293601

داخلے جاری ہیں: جامعۃ السید نذیر حسین المحدث الدہلوی، تلک بازار، پھاٹک حبش خان، دہلی میں جماعت اولیٰ سے جماعت سادسہ تک داخلے جاری ہیں، داخلہ فارم ۲۳/جون ۲۰۱۸ء بروز ہفتہ دوپہر ۱۲ بجے تک دستیاب ہے۔ تحریری امتحان برائے داخلہ ۲۴/جون بروز اتوار ۲۰۱۸ء صبح ۹ بجے ہوگا۔ داخلہ کے خواہشمند طلباء ۲۳ جون تک جامعہ سے داخلہ فارم لے سکتے ہیں۔ رابعہ تا سادسہ جماعت کے طلباء کے لیے خوراکی فیس اور کتابوں کا انتظام جامعہ کی طرف سے ہوگا۔

واضح رہے کہ جامعہ کے عالمیت کی سند جامعہ ملیہ اسلامیہ سے منظور شدہ ہے اور سعودی عرب کی مختلف جامعات سے الحاق کی کوششیں جاری ہیں۔ مزید معلومات کے لیے رابطہ کریں۔ انوار احمد سلفی، عمید الجامعہ 9310011812۔
(رضاء اللہ عبدالکریم المدنی، ناظم تعلیمات، جامعہ ہذا)

اعلان داخلہ: مدرسہ عربیہ خادم الاسلام اہل حدیث ٹانڈہ بادلی، ضلع رامپور، مغربی یوپی میں عربی اولیٰ تا ثالثہ متوسطہ وحفظ القرآن الکریم کے لئے داخلے مطلوب ہیں خواہش مند طلباء ۲۰/شوال المکرم ۱۴۳۹ھ تک مدرسہ ہذا میں پہنچ کر داخلے کی کارروائی مکمل کرالیں نیز طلباء عزیز کو قیام وطعام، علاج ومعالجہ، درسی کتب، سفرخرچ کی سہولت کے لئے ریلوے کنشیشن بھی دیا جاتا ہے۔ (حافظ محمد عمر ناظم مدرسہ خادم الاسلام ٹانڈہ ضلع رامپور، یوپی رابطہ نمبر 9012081413)

اعلان داخلہ: مدرسہ دارالسلام التعلیمی للبنات، کاٹم کولی، وایا، راتو، رانچی، جھارکھنڈ میں خالص لڑکیوں کا دینی، عصری تعلیم کا معقول انتظام ہے اور یہ ادارہ اقامتی (ہاسٹل) بھی ہے۔ یہاں ابتدائیہ تا جماعت ثانویہ تک کی تعلیم تجربہ کار معلمات کے ذریعہ دینی ماحول میں منہج سلف کے مطابق دی جاتی ہے۔

تمام جماعتوں میں داخلہ جاری ہے۔ اس لیے جو حضرات اپنی بچیوں کو دینی تعلیم سے مزین کرنا چاہتے وہ ذیل کے نمبر پر رابطہ کریں۔

نوٹ: داخلہ ۲ شوال سے شروع ہوکر ۱۵ شوال تک چلے گا، کسی بھی جماعت میں داخلہ ٹیسٹ کے بعد ہی لیا جائے گا۔ (اطہر امام، ناظم اعلیٰ مدرسہ دارالسلام التعلیمی للبنات، 9304403714، 9703323401)

احباب جماعت کی خدمت میں درد مندانہ اپیل:
جامعہ سید نذیر حسین محدث دہلوی اپنی نشاۃ ثانیہ کے بعد سے اپنے محدود وسائل کے باوجود میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مشن احیاء کتاب وسنت کو زندہ رکھے ہوئے ہے۔ اب تک صرف دہلی کے محسنین کی توجہ سے اس کے تعلیم وتدریس، خوردونوش ورہائش کے مسائل حل ہورہے تھے۔ اب حال یہ ہے کہ طلبہ کی زیادتی کے سبب، ہم اپنی محدود رہائش گاہ میں طلبہ کو جگہ نہیں دے پارہے ہیں ذمہ داران نے جامعہ سے ملحق ایک جگہ کی بات کی ہے جس کے لیے کثیر رقم درکار ہے۔ اس لیے اب جماعت کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ اگر احباب جماعت توجہ فرمائیں تو جماعت کا یہ پرانا خادم اپنے مشن کو جاری رکھنے میں بھرپور کوشش کرتا رہے گا۔

رمضان المبارک کے اس موقع پر احباب جماعت کی خدمت میں بعض اساتذہ و منسوبان جامعہ تشریف لائیں گے امید کرتے ہیں کہ احباب جماعت ان کے ساتھ بھرپور تعاون فرماکر جامعہ سید نذیر حسین محدث دہلوی کو موجودہ پریشانیوں سے نکالنے میں ہمارا ساتھ دیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مال واولاد میں برکت دے اور اپنے دین کا کام لے۔ آمین
(مقبول الٰہی، ناظم جامعہ سید نذیر حسین محدث دہلوی واساتذہ جامعہ ہذا)